ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۰ ذیقعد ۱۳۸۶ھ
۳ مارچ ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ثوبان رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصرف من صلوتہ استغفر ثلاثا، وقال: "اللھم انت السلام، ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام" قیل للاوزاعی، وھو احد رواۃ الحدیث، کیف الاستغفار؟ قال: یقول: استغفر اللہ، استغفر اللہ، رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے، تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور پھر یہ کلمات کہتے "اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام" امام اوزاعی سے دریافت کیا گیا۔ اور وہ اس حدیث کے روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں کہ استغفار کس طرح تھا؟ اوزاعی نے کہا۔ کہ آپ فرماتے "استغفر اللہ استغفر اللہ" (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

وعن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فرغ من الصلوۃ وسلم قال: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر: اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت، ولا ینفع ذا الجد منک الجد" متفق علیہ

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے، اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے، یعنی اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت اور تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ نہیں ہے کوئی مانع اس چیز کا جو تو نے دی اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کو جس کو تو نے روکے رکھا۔ اور دولت مند کو تیرے عذاب سے اس کی دولتمندی فائدہ نہیں دیتی (بخاری ومسلم)

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان فقراء المھاجرین اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: ذھب اھل الدثور بالدرجات العلی والنعیم المقیم: یصلون کما نصلی و یصومون کما نصوم، ولھم فضل من اموال، یحجون، ویعتمرون، ویجاھدون، ویتصدقون، فقال: "الا اعلمکم شیئا تدرکون بہ من سبقکم وتسبقون بہ من بعدکم، ولا یکون احد افضل منکم الا من صنع مثل ما صنعتم، قالوا: بلی یا رسول اللہ، قال: تسبحون، و تحمدون، وتکبرون، خلف کل صلوۃ ثلاثا وثلاثین" قال ابو صالح الراوی عن ابی ھریرۃ لما سئل عن کیفیۃ ذکرھن قال: یقول سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر، حتی یکون منھن کلھن ثلاثا وثلاثین متفق علیہ۔ وزاد مسلم فی روایتہ: فرجع فقراء المھاجرین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سمع اخواننا اھل الاموال بما فعلنا ففعلوا مثلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہوکر حاضر ہوئے اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ یہ مالدار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمتیں ان ہی کے حصہ میں آگئیں وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسا کہ ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کے پاس مالوں کے اعتبار سے زیادتی ہے (چنانچہ) وہ حج بھی کرتے ہیں اور عمرہ بھی اور جہاد بھی کرتے ہیں اور خیرات بھی دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا میں تم کو ایسی چیز بتلاؤں کہ تم اس پر عمل کرکے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو۔ اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو، اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو، جب تک کہ ان اعمال کو نہ کرے اصحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ، اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھا کرو۔ ابوصالح راوی حدیث حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ان سے ان کلمات کے پڑھنے کی ترکیب دریافت کی گئی۔ تو فرمایا۔ کہ سبحان اللہ، والحمد للہ واللہ اکبر یہ کلمات کہے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک تعداد میں ۳۳-۳۳ مرتبہ ہو جائے (اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ بیان کئے .... کہ فقراء پھر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا جو کچھ کہ ہم کر رہے تھے اور انہوں نے بھی ہمارے طریقہ سے یہ چیز شروع کردی؛ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من سبح اللہ فی دبر کل صلوۃ ثلاثا وثلاثین، وحمد اللہ ثلاثا وثلاثین، وکبر اللہ ثلاثا و ثلاثین، وقال تمام المائۃ: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر، غفرت خطایاہ، وان کانت مثل زبد البحر (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ" لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر (یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لئے بادشاہی اور تمام تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھے اس کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (مسلم)

عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "معقبات لا یخیب قائلھن۔ او فاعلھن دبر کل صلوۃ مکتوبۃ ثلاثا وثلاثین تسبیحۃ، وثلاثا وثلاثین تحمیدۃ و اربعا وثلاثین تکبیرۃ"، رواہ مسلم

ترجمہ۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات)، ایسے ہیں کہ جن کا کہنے والا، یا (یہ فرمایا کہ) کرنے والا نامراد نہیں ہوتا، وہ یہ ہیں۔ کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہنا ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے ذکر کیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۲

الہامی قانون ہی امن و سکون کا ضامن ہے

”سنہ ۱۹۶۰ء سے سنہ ۱۹۶۶ء تک امریکہ میں جرائم میں ۷۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے جرائم ۶ گنا زیادہ رفتار سے بڑھ رہے ہیں پچھلے دس سال میں قتل و دہشت کی تعداد میں ۴۰ فیصد اضافہ ہوا ہے (جبکہ آبادی میں صرف ۱۰ فیصد اضافہ ہوا ہے) چوری و غبن وغیرہ میں ۶۱ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ہر ۲۶ منٹ پر زنا بالجبر ہر پانچ منٹ پر ایک ڈاکہ، ہر منٹ پر ایک موٹر کار کی چوری، تیسرے منٹ پر کسی پر حملہ اور ہر ۲۸ منٹ پر نقب زنی کا واقعہ ہوتا ہے اور اس پر گورنمنٹ کے ۲۷ ارب ڈالر سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

منشیات پر سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر صرف کئے جاتے ہیں۔ نیویارک کی اسٹاک ایکسچینج پر تقریباً ۳۰ کروڑ ڈالر کے حصص کا لین دین ہوتا ہے۔ چونکہ غیر قانونی قمار اور جرائم سے تقریباً اسی قدر رقم حاصل کی جاتی ہے۔ امریکی سالانہ ۷۰ لاکھ موٹر کاریں خریدتے ہیں جس پر ۲۱ ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں لیکن جرائم پر اس سے چار گنا رقم حاصل کی جاتی ہے۔ امریکہ میں قانوناً قمار پر ۵½ ارب ڈالر کی ہار جیت ہوتی ہے۔ لیکن غیر قانونی جوا بازی میں اس سے کئی گنا زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد جو عام طور پر جانے پہچانے ہیں ساٹھ ہزار ہے لیکن ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد ایسی ہے جن سے پبلک واقف نہیں ہے۔ ہیروئن کا استعمال امریکہ میں جرم ہے لیکن اس کی فروخت سے ایک ارب ڈالر کا نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر عادی ہیروئن کو تقریباً ۱۲ سے ۱۵ ہزار ڈالر سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہیروئن افیون سے حاصل کی جاتی ہے اور اس کو ترکی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی سے مارفین حاصل کی جاتی ہے جو انگریزی دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ ترکی میں اس کی قانونی قیمت ۱۶۷ ڈالر فی ۱۰ کیلو (۲۲ پونڈ) ہے لیکن چوری سے یہ فرانس بھیجی جاتی ہے جہاں اس کی قیمت ۹۰۰ ڈالر ہو جاتی ہے پھر اس کی ہیروئن بنائی جاتی ہے اور ۳۵۰۰ ڈالر فی کیلو کے حساب سے جرائم پیشہ افراد کو دی جاتی ہے اور امریکہ پہنچتے پہنچتے اس کی قیمت اٹھارہ ہزار ڈالر فی کیلو ہو جاتی ہے۔ اور اونس مین کو بتیس ہزار فی کیلو کے حساب سے فروخت کی جاتی ہے جو پانچ گنا آمیزش کے بعد ایجنٹوں کو دی جاتی ہے جو بیس گنا آمیزش کے بعد فروخت کرتے ہیں اور اب اس کی قیمت فی کلو ۲۲۵۰۰۰ ڈالر ہو جاتی ہے ـــــ ان جرائم کی پشت پر قتل و غارت کی کار فرمائی ہے۔ صرف شکاگو میں پچھلے چالیس سال میں تقریباً ایک ہزار قتل ہوئے جن میں سے صرف دو کا پتہ چلایا جا سکا۔

یہ ہے امریکن تہذیب کا خلاصہ جو امریکن رسالہ اویک (AWCKE) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور اس تہذیب کا پول کھولتا ہے جس کی تابانی سے تمہاری آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔“

(پندرہ روزہ وفاق کراچی۔ یکم فروری تا ۱۵ فروری ۶۷ء)

اس ساری روئیداد کو پڑھ جائیے اور سوچئے کہ یہی وہ منزل ہے جس کی طرف مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ ہمیں لے جانا چاہتے ہیں؟ یہی وہ روشنی ہے جس سے اپنے دماغوں اور زندگیوں کو روشن کرنے کے لئے ہماری جدید تعلیم یافتہ نسل سرپٹ گھوڑے کی طرح دوڑی چلی جا رہی ہے؟ اور یہی وہ قبلۂ مقصود ہے جس کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے اکثر رہنمایانِ قوم دن رات ایک کئے ہوئے ہیں؟ چنانچہ اگر آپ بھی اس ملک میں جرائم کا یہی نقشہ اور شرافت و انسانیت کا یہی حشر دیکھنے کے متمنی ہیں تو شوق سے اس ڈگر پر دوڑتے جائیے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ انسانیت کی قدریں بلند ہوں، ملک کے عوام خوشحال اور فارغ البال ہوں، معاشرہ میں امن و سکون، عدل و انصاف اور محبت و شرافت کی فرمانروائی ہو تو یقیناً آپ کو اس تہذیب سے چھٹکارا حاصل کر کے خدائی تہذیب کے دامن میں پناہ لینا ہوگی اور اس طرزِ زندگی کو اپنانا ہوگا جس کو مکہ کے ایک دُرِّ یتیم صلعم اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور ساری نوعِ انسانی کے مسیحا نے پیش کیا تھا۔

آپ اس ملک ہی کے حالات کو سامنے رکھ کر سوچئے! کیا اس تہذیب کے اس تیزی سے درآمد ہونے اور پَر جمانے سے پہلے یہاں جرائم کی رفتار یہی تھی؟ کیا ڈکیتی، رہزنی اور قتل کی وارداتوں سے اخبارات کے کالم اسی طرح سیاہ ہوتے تھے؟ کیا بے حیائی، عریانی، قماربازی اور اغوا کی داستانیں اسی طرح زبان زدِ خواص و عام تھیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو واقعات و حالات کا تجزیہ کیجئے اور کھوج لگائیے کہ پانی کہاں مرتا ہے؟ کن کن راہوں سے یہ برائیاں معاشرے میں داخل ہو رہی ہیں اور ان کے اس تیزی سے پھیلنے کے کیا اسباب و وجوہ ہیں؟

اگر کوئی شخص یہ کہے (جیسا کہ اکثر کہا جاتا ہے) کہ غربت کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے تو ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بودی دلیل ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارا دعوےٰ ہے کہ اگر غربت جرائم میں اضافے کا سبب ہوتی تو امریکہ میں ایک جرم بھی سرزد نہ ہوتا ـــــ امریکی قوم تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ مالدار قوم مانی گئی ہے لیکن حال یہ ہے کہ وہاں بھلے آدمی آزادی سے سیر و تفریح بھی نہیں کر سکتے، غنڈہ گردی کے خوف سے محلوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے اور بقول صدر جانسن ہر امریکی کو جرم کا خوف یا جرم کی حقیقت ستا رہی ہے۔

درحقیقت یہ سب کچھ قوانین خداوندی سے بغاوت اور تجرباتی تہذیب پر عمل کا نتیجہ ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جب بھی نوعِ انسانی نے اپنے مفروضات اور عقل کی بنیاد پر کسی تہذیب یا دستور کی بنیاد رکھی اور

۵ر ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۶۷ء

ذکر اللہ کی برکات

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

مَیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتا ہوں کہ اُس ذات پاک نے ہم کو مل جل کر بیٹھنے اور اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ سب اس کا فضل وکرم ہے ہمارا کوئی کمال نہیں۔ ہمارے ہزاروں مسلمان بھائی اس وقت گناہوں میں مشغول ہوں گے۔ اپنا قیمتی وقت فضول گپ بازیوں اور بے حیائی کے کاموں میں صرف کر رہے ہوں گے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل وکرم فرمایا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچا کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ ذکر اللہ کی تاکید کے متعلق بھری پڑی ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے رسولِ خدا صلعم سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلعم! سب سے بہترین عمل کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر اللہ سے تر رکھنا سب سے بہترین عمل ہے۔

ایک دفعہ آپ صلعم نے صحابہ کرام رضہ کو تعلیم فرمائی۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ وہاں بھی کثرت سے ذکر کیا کرو۔ اس سے گھروں میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوگی۔ دلوں میں محبت و الفت پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام رضہ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگانِ دین سب کے سب اپنے متعلقین کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔

اگر ذکر اللہ کرنے میں فائدہ نہ ہوتا تو اللہ اور اس کا رسول صلعم اس کا کیوں حکم فرماتے اور بزرگانِ دین اس کی طرف کیوں توجہ دلاتے۔

ذکر اللہ کرنے کے بے انتہا فائدے ہیں۔ ذکر اللہ کثرت سے کرنا روحانی بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ انسان کو سکون قلب میسر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ ذاکر انسان کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے اور آخرت میں اس کا مقام جنت ہے۔

آج مَیں ذکر اللہ کے چند دنیاوی فائدے عرض کرتا ہوں جو واقعات اور تجربات ہیں۔

میرے ایک دوست کو تپ دق ہو گئی۔ ہزاروں علاج معالجے کئے۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر مایوس ہو کر مجھ سے کہنے لگے کہ میری طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ہے۔ نماز میں دل نہیں لگتا۔ مَیں اس زندگی سے بالکل ناامید ہو گیا ہوں۔ مَیں نے اس کو حوصلہ و دلاسا دیا اور بلند آواز سے ذکر اللہ کرنے کو کہا۔ اُس نے حضرت رح کے مزار پر جا کر رونا شروع کر دیا۔ جب رونے سے دل بھر گیا تو ذکر کرنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ اسے ذکر اللہ کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس کا بیان ہے کہ مَیں نے مسجدوں میں دن رات ذکر اللہ کیا۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اللہ کا نام لینے کی برکت سے میری تپدق کی بیماری دور ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس بھائی کی صحت و تندرستی کو باقی رکھے، اس کی دعا قبول فرماتے، اسے مزید ذکر اللہ کا شوق و ذوق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت رح کا معمول تھا کہ تہجد کے وقت بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے اور بلند آواز سے ہی تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ موذن۔ قاری۔ اور بلند آواز سے ذکر اللہ کرنے والوں کی پھیپھڑوں کی ورزش ہوتی ہے اور یہ لوگ ہزاروں بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

میرا اپنا ذاتی واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ میرے بدن میں خارش اور سوزش ہو گئی۔ ہزاروں علاج کئے لیکن آرام نہ آیا۔ اللہ کی قدرت اسی سال حج پر جانے کا اتفاق ہوا مکہ معظمہ میں آب زم زم کے پانی سے نہایا۔ ساری جلن۔ خارش اور سوزش دور ہو گئی۔ مکمل صحت و تندرستی مل گئی۔

حدیث میں ہے کہ جس مقصد کے لئے آب زم زم کو استعمال کیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ آب زم زم کی برکت اور عظمت کا ایک اور واقعہ ہے ایک مرتبہ حضرت رح بحری جہاز سے حج کے لئے تشریف لے گئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ حضرت رح جہاں کہیں گئے ہیں۔ درس قرآن ضرور دیا ہے۔ جیل میں ہوں سفر میں ہوں۔ جتنے آدمی ہوتے۔ اُن کو بٹھا کر درس شروع کر دیتے۔ بحری جہاز میں بھی آپ اپنے معمول کے مطابق سندھیوں کو سندھی زبان میں۔ پٹھانوں کو فارسی زبان میں اور پنجابیوں کو پنجابی زبان میں درس قرآن فرماتے رہے۔ حضرت رح کی عادت مبارک تھی کہ بے نماز کے ہاتھ سے کوئی چیز نہیں کھاتے تھے بحری جہاز میں نوکر بے نماز تھے۔ اس لئے آپ نے سارے سفر میں سوائے پانی پینے کے کچھ نہ کھایا۔ حجاز جاتے ہی مچھلی کھائی تو پیچش کی شکایت ہو گئی بڑی تکلیف ہوئی۔ روزانہ ٹیکے لگواتے۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا تین چار دن کے بعد شدید تکلیف کی حالت میں نماز ظہر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم بھول ہی گئے۔ یہاں رہ کر دوائیں کھاتا ہوں حالانکہ آب زم زم موجود ہے وہ استعمال ہی نہیں کیا۔ اب اللہ کے نام اور اللہ کے گھر کی عظمت ملاحظہ فرمائیں۔ کہ حضرت نے سب دوائیں چھوڑ دیں۔ ہر نماز کے بعد آپ آب زم زم کا لوٹا بھر کر لے آتے اور خوب پیٹ بھر کر پیتے۔ عشاء کی نماز تک بالکل ٹھیک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر اللہ کی برکات دنیوی اور اخروی عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے، آمین۔

خطبہ جمعہ

۱۳ر ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ر فروری ۱۹۶۷ء

کتاب و سنت پر عمل کئے بغیر پاکیزہ زندگی کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۱۴ س النحل آیت ۹۷)

ترجمہ: جس شخص نے نیک کام کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اس کو ضرور بالضرور ستھری زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے بہترین اجر دیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقتاً نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفتِ صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی، قناعت و غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حبِّ الٰہی کا مزہ، ادائے فرضِ عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصوّر، تعلق مع اللہ کی حلاوت، جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چترِ سنجری رخِ بختم سیاہ بود
در دل اگر بود ہوسِ ملکِ سنجرم
زانکہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب
من ملکِ نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے۔ اَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومنِ قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے، قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے۔ حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ وَ غِنًى بِلَا فَقْرٍ وَ صِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ وَ مُلْكٌ بِلَا هُلْكٍ وَ سَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ۔ رزقنا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنّہ ایاہا (تنبیہ) اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے یعنی عورت مرد بلا امتیاز اپنے حسبِ حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے ہاں ایک مقرر قاعدہ ہے کہ جو شخص خواہ وہ مرد یا عورت ایمان لا کر اچھے کام کرے گا اُسے پاکیزہ زندگی عطا کی جائے گی۔ اور اس کے بہترین کاموں کا اجر اور ثواب اُسے عطا فرمایا جائے گا — چنانچہ اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لئے بڑی زبردست خوش خبری ہے کہ اُن کی زندگی دنیا میں بھی اطمینان بخش اور آسائش کی ہوگی اور جو اللہ عزّ و جلّ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ اچھے کام کریں گے ان کا اجر انہیں آخرت میں بھی بھرپور ملے گا۔

بزرگانِ محترم! ہمارا ایمان ہے کہ انسان کی زندگی کے لئے دو جہان ہیں۔ ایک یہ جس میں ہم اب زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جسے دنیا کہا جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس میں مرنے کے بعد ہم قدم رکھیں گے اور اُسے آخرت کہا جاتا ہے — پھر دوسرے جہان کے بھی دو حصّے ہیں۔ ایک حصّہ قبر میں دفن ہونے کے بعد سے لے کر میدانِ محشر میں کھڑے ہونے تک ہے اور دوسرا حصّہ میدانِ محشر سے شروع ہو کر ابدالآباد (ہمیشہ ہمیشہ) تک کا ہے۔

یاد رکھئے! دنیا میں دو راستے ہیں ایک ہدایت کا راستہ اور دوسرا گمراہی کا راستہ — جو ہدایت کے راستے پر چلے گا دنیا و آخرت میں سکون اور خوشی کی زندگی گذارے گا اور جو گمراہی کی راہ چلے گا بے چینی و اضطراب کا شکار رہیگا۔

قولہٗ تعالےٰ: سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: میں اپنی نشانیوں سے ان کو پھیر دوں گا۔ جو زمین میں ناحق تکبّر کرتے ہیں اور اگر ساری نشانیاں دیکھ لیں، ایمان نہ لاویں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ بنا لیں گے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا۔ اور ان سے غافل رہے — اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو ان کی محنتیں برباد ہوئیں۔ وہی بدلہ پائیں گے جو عمل کرتے تھے۔

حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ ہی کو خواہ مخواہ بڑا سمجھتے ہیں حالانکہ انہیں اس کا کوئی حق نہیں اور اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کو دیکھ دیکھ کر جھٹلاتے ہیں اور سیدھے راستے کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں

انہیں حق تعالےٰ سبحانہٗ اپنی آیتوں پر غور کرنے سے محروم کر دیتے ہیں، ان کی عقلوں اور قلوب پر تالے پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ خوابِ غفلت میں پڑے رہتے ہیں —— یہ سب کچھ اس سبب سے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی اُن آیات کو جھٹلاتے ہیں جنہیں اُس نے اپنی کتابوں میں اتارا۔ اور پیغمبروں کے ذریعے واضح کیا ہے۔

اور یہ خود انہی کی بدعملی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگ جو اللہ تعالےٰ کی آیات کو جھٹلا بیٹھتے ہیں، آخرت کے دن کا صاف انکار کر دیتے ہیں اور رسولوں کے کہنے کو کہ قیامت کا آنا اٹل ہے ہنسی میں اڑا دیتے ہیں اس بات کی کوئی امید نہ رکھیں کہ انہیں مرنے کے بعد ان کے اچھے کاموں کا پھل ملے گا اور سکھ چین نصیب ہوگا۔

یاد رکھئے! مرنے کے بعد آرام فقط ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو اس دنیا میں ہدایت کے راستے پر ہیں، اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر اُس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کا یقین کر کے کہ ایک دن اللہ کے روبرو حاضر ہو کر جواب دہی کرنی پڑے گی اللہ کی رضا کے لئے نیک کام کرتے ہیں —— غرض اچھی طرح سمجھ لو کہ مرنے کے بعد ایمان و خلوص اور نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔ اور انہی کا پھل ملے گا۔

سیدھا راستہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا وہ بہشت تو نہیں بن سکتی جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے لیکن قرآن مجید کے راستے پر چلنے سے انسان کو ہر آرام اس دنیا میں بھی مل سکتا ہے اور آخرت میں تو بہشت بفضلِ ایزدی یقینی ہے —— خوب جان لیجئے کہ ہدایت کا راستہ قرآن مجید ہے اور اس کی عملی شکل جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ چنانچہ جن کو اللہ تعالےٰ ایمان عطا فرماتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو صدقِ دل سے مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث میں ایک حدیث ہے۔ "ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سیدھے راستے کی ایک مثال بیان کی اور اس کے دونوں طرف دیواریں ہیں اور دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور راستہ کے سرے پر ایک داعی کھڑا ہوا ہے جو پکار کر کہتا ہے۔ راستہ پر سیدھے چلے آؤ اور ادھر اُدھر نہ ہو۔ اور اس دیوار کے اوپر ایک اور داعی ہے۔ جب کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی دروازہ کا پردہ ہٹانا چاہتا ہے تو وہ پکار کر کہتا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر، اس کو نہ کھول —— اگر تو اس کو کھولے گا تو اس کے اندر داخل ہو جائے گا —— یہ مثال بیان فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ سیدھا راستہ اسلام ہے اور جو دروازے کھلے ہوئے ہیں ان سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اور جو پردے پڑے ہوئے ہیں وہ اللہ کی حدود ہیں اور وہ داعی جو راستہ کے آخر پر کھڑا ہوا ہے وہ قرآن ہے اور وہ داعی جو راستہ کے اوپر کھڑا ہے وہ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں موجود ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین!

اللہ کا ہر فرمان سچا ہے

حق تعالےٰ سبحانہٗ کا قرآن میں اعلان ہے:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ (س الانعام پ ۸ رکوع ۱۴)

ترجمہ: تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

پس ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص دنیا اور آخرت کی زندگی خوشگوار بنانا چاہے وہ قرآن عزیز اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل بنائے اور جس طرح یہ دو نور راہ نمائی فرمائیں اسی طرح ہر معاملہ کو درست کرتا جائے —— انشاء اللہ یقیناً دنیا بھی اس کے لئے راحت کا گہوارہ بن جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

اللہ تعالےٰ ہمیں پاکیزہ زندگی کی نعمت سے سرفراز فرماتے۔ آمین! یا الٰہ العالمین!!

بقیہ: اداریہ

الٰہی قوانین کو پس پشت ڈالا ہے باوجود مادی آسائشوں کے حقیقی مسرتوں سے کوسوں دُور رہی اور ہلاکت و تباہی کے غار میں جا گری ہے۔

ارشادِ باری کس قدر سچا اور اپنی جگہ اٹل ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۔

جس نے میری یاد سے منہ موڑا میں اس پر معیشت تلخ کر دیتا ہوں۔

مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری پر پابندی

ڈپٹی کمشنر ساہیوال نے ایک حکم کے ذریعے حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری ناظمِ اعلیٰ جامعہ رشیدیہ منٹگمری کو اپنی تقاریر میں "قادیانی فرقہ اور رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ" پر کسی قسم کی تنقید کرنے سے روک دیا ہے۔

اس حکم کے خلاف جمعہ کے دن ساہیوال کی تمام مساجد میں احتجاج ہوا اور ملک کے طول و عرض سے کئی احتجاجی مراسلے ہمیں موصول ہو رہے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ؎

"ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا"

کے عنوان سے ایڈیٹر خدام الدین کا نوٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

(ادارہ)

متحدہ اسلامی محاذ کی بااختیار اسلامی کونسل کا اجلاس

امیر متحدہ اسلامی محاذ جناب شیخ حسام الدین صاحب نے متحدہ اسلامی محاذ کی بااختیار کونسل کا اجلاس بروز جمعرات ۹ مارچ ۶۷ء کو لاہور میں بلا لیا ہے جس میں موجودہ ملکی مذہبی مسائل پر غور کیا جائے گا بااختیار اسلامی کونسل کے ارکان کو محاذ کے مرکزی دفتر کی طرف سے دعوت نامے ارسال کر دئیے گئے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے خطوط موصول نہ ہو سکیں تب بھی کونسل کے ارکان اس اطلاع کو کافی سمجھتے ہوئے اجلاس میں شرکت فرمائیں اجلاس جمعرات کو صبح دس بجے شیخ حسام الدین صاحب کے مکان واقع گوالمنڈی لاہور میں ہوگا۔

حکیم مختار احمد الحسینی انچارج دفتر مرکزیہ متحدہ اسلامی محاذ پاکستان چوک رنگ محل لاہور

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اِخلاص اور اختصاص

طلبہ کے سالانہ افتتاحی جلسہ میں جو بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی وسیع و خوبصورت مسجد میں منعقد ہوا، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے حسب ذیل تقریر فرمائی، سید شرافت علی متعلم نے اس کو قلمبند کیا۔

میرے عزیزو اور بھائیو! ہمارا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے، آپ میں سے کچھ طالب علم ایسے ہیں جو یہاں ایک عرصہ سے مقیم ہیں۔ اور جن کو سات آٹھ سال ہو چکے ہیں، اور کچھ ایسے ہیں جو نئے ہیں اور اسی سال یہاں آئے ہیں، لیکن مناسب اور مفید یہ ہے کہ آپ سب اپنے آپ کو نیا طالب علم سمجھیں...... اپنا مقصد متعین کریں، اپنے اندر جوش و ولولہ —— اور ایک نیا عزم پیدا کریں، مدرسہ کا بند ہونا اور کھلنا نصاب کا شروع ہونا، طلبہ کی آمد اور تقریروں کا انتظام یہ سب ہی نئے عزم نئے ولولہ اور جذبہ کے لئے ہے، اور یہ انتہائی مفید اور کارآمد بات ہے۔

تمام طلبہ کو خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق پلٹ رہے ہیں کسی درسی کتاب کا ورق نہیں، اپنی کتاب زندگی کا ورق! درحقیقت آپ ایک سفر پر روانہ ہو چکے ہیں، آپ کو چاہیئے کہ اس سفر کے متعلق آپ اپنے اساتذہ سے، اپنے ہمدردوں سے نصیحتوں کا مطالبہ کریں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ کیونکہ انسان جب کسی سفر پر جاتا ہے، تو اس کے بزرگ اس کو نصیحت کرتے ہیں، انسان کی بہتری اور برتری صرف فائدہ کے احساس ہی پر منحصر ہے اگر یہ احساس ختم ہو جائے تو پھر انسانیت کی خیر نہیں، کیونکہ یہی وہ واحد سہارا ہے جسے تمام انسانوں نے انبیاء اور مصلحین تک نے اپنایا ہے اور اسی "سہارے" سے سہارا لیا ہے، دنیا کی تمام ترقیاں اسی فائدہ پر منحصر و مشتمل ہیں اسی "فائدہ" کی بنا پر انسان کا انسان سے رشتہ قائم ہے، تاجر کا گاہک سے رشتہ، باپ کا بیٹے سے رشتہ، حتیٰ کہ پیغمبر کا امت سے رشتہ سب کا سب فائدہ پر ہی منحصر ہے۔

آپ کا ہم سے جو رشتہ ہے وہ بھی فائدہ کے لئے ہے، آپ بھی فائدے کے طالب علم ہیں، صرف اسی فائدہ کی امید پر آپ یہاں آئے بھائی، بہنوں کو چھوڑا، گھر کو خیرباد کہا۔

عزیزو دوستو اس وقت کہنے کی باتیں بہت ہیں اور سب کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں لہذا ایک بات سنئے! کان کھول کر نہیں بلکہ دل کھول کر سنئے! اس لئے کہ اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے، وہ بات یہ ہے، آپ یہاں آئے ہیں تو اچھا اور کامیاب بننے کی کوشش کیجئے اگر کہے بغیر کام چل سکتا تو میں اپنا دل نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیتا خدا نے الفاظ کا محتاج بنایا ہے خود کلام الٰہی اس کی بیّن دلیل ہے —— بہرحال میں یہی کہوں گا کہ قیمتی سے قیمتی بننے کی کوشش کیجئے اور یہی انسان کی فطرت ہے! اگر یہ جذبہ انسان کے اندر نہیں تو وہ حیوان ہے اسی جذبے کی تحت انسان وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک فرشتے نہیں پہنچ سکے۔

عزیزو! ایک شخص کو کوئی چیز دفینہ میں ملی وہ اس کو لے کر جوہر شناس کے پاس آیا۔ جوہر شناس نے کہا کہ یہ ہیرا ہے اور بہت قیمتی ہے لیکن اس کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) جب تک اس کو چمکایا نہیں جائے گا۔ اور اس کے کونے برابر نہیں کئے جائیں گے۔ اس وقت تک وہ بے قیمت پتھر ہے۔

(۲) یہ بہت نازک ہے اگر یہ کہیں سے چٹک گیا تو بیکار ہو جائے گا

(۳) اگر یہ چٹک گیا تو پھر یہ درست نہیں ہو سکتا۔

اب عقلمندی یہ ہے کہ جس شخص کو بھی یہ ہیرا ملے وہ ان تمام شرائط اور اوصاف کی فکر کرے، بازار میں کسی بہتر جوہری کو تلاش کرلے اس کو احتیاط اور اہتمام سے بنوائے اور اس کے بعد منہ مانگے داموں پر فروخت کرکے نفع کمائے

میرے عزیزو! میں خانہ خدا میں ممبر مسجد کے پاس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ہیرا تمہارے پاس موجود ہے اور تم میں سے ہر شخص اس کا مالک ہے وہ ہیرا تمہاری زندگی کی صلاحیت ہے، پڑھنے کی صلاحیت، فرمانبرداری کی صلاحیت اور بہتر بننے کی صلاحیت ہے یہ وہ صلاحتیں ہیں جن پر ملائکہ کو رشک آتا ہے ان صلاحیتوں سے تم اس مقام پر پہونچو گے جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ: مالا عین رائت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ان صلاحیتوں سے تم ولی بن سکتے ہو، خدا کے محبوب ہو سکتے ہو اور جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تم ایسے بن سکتے ہو کہ صرف تمہارا شہر نہیں پورا ملک بلکہ پوری امت اور ملت کی تقدیر بدل سکتی ہے تم وہ پارس بن سکتے ہو کہ اگر تم سے کوئی خدا کا باغی اور سرکش چھو جائے تو ولی کامل بن جائے جس بستی میں تم جاؤ وہاں بہار آجائے، وہاں کا موسم اور فضا بدل جائے۔ یہ تاثیر آج بھی تمہارے اندر پیدا ہو سکتی ہے، تمہاری وجہ سے نہ جانے کتنی قومیں جنتی ہو سکتی ہیں — بیشک نبوت تو ختم ہو چکی! لیکن تم آیۃ من آیات اللہ بن سکتے ہو حجۃ الاسلام شیخ الاسلام ہو سکتے ہو سب سے بڑھ کر تم نائبان رسول ہو سکتے ہو، یہ سب چیزیں تم کر سکتے ہو لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تم عزم کرو، کیونکہ تم خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے آئے ہو صاحب کمال، صاحب امتیاز بننے کے لئے آئے ہو، اگر تم کامیابی اور ترقی کا فیصلہ کرلو تو اس کائنات کا ذرہ ذرہ تمہاری مدد کرے گا۔ پورا نظام کائنات تمہارے لئے وقف ہو جائے گا، حدیث اس بات پر شاہد ہے

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ کون بدنصیب شخص ہوگا جو کامیاب بننا نہ چاہے، پتھر بھی ترقی سے انکار نہیں کر سکتا، کائنات کا ذرہ ذرہ عروج و ترقی کا متمنی ہوتا ہے، ایک تخم کو دیکھو وہ ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا ایک درخت بن جاتا ہے اور ترقی کے آخری سٹیج پر پہونچ جاتا ہے، لیکن تمہارا سفر ارتقاء کی منزلیں طے کرتا ہوا موت کے بعد تک جاری رہے گا اور تم ترقی کے مدارج طے کروگے حتیٰ کہ تمہاری آسودگی دیدار الٰہی سے ہوگی اور یہ تمہاری آخری اور ابدی منزل ہے، تمہارا اولیں فرض یہ ہے کہ تم اپنے دلوں میں عزم و ارادہ پیدا کرو اس لئے کہ تم کو بہتر سے بہتر بننا ہے ؎

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اگر تم ہمارے نہیں بن سکتے، اپنے اساتذہ — اور ہمدردوں کے نہیں بن سکتے۔ نہ بنو! اپنا تو حق ادا کرو۔

میں تم سے بار بار یہی کہوں گا کہ اچھے سے اچھا بننے کی کوشش کرو، کیونکہ تمام کے تمام عالم یہ شہادت دیتے ہیں کہ خدا نے انسان کو بہترین بننے کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان سے اس کا مطالبہ کیا ہے، ھو الذی خلق کل شئ ثم ھدی —— میرے عزیزو! تم اپنے دلوں میں لکھ لو، عہد کرلو کہ ہم کو اچھے

سے اچھا بنتا ہے، یہ تمہارے دل کی آواز بلکہ ایک قدم بڑھا کر کہتا ہوں کہ یہ قرآن کی آواز ہے کہ تم بہتر اور قیمتی بنو، جس طالب علم میں جذبہ نہیں وہ درحقیقت سڑی مٹی ہے۔ جس میں تخم ضائع ہوتا ہے۔

میں کسی قیمت پر بھی یہ بات ماننے پر تیار نہیں ہوں کہ تم میں اچھے بننے کی صلاحیت نہیں ہے، یہ ایک ایسا سچا اور حقیقی جذبہ ہے جس کی شریعت نے اور انبیاء کے صحیفوں نے ہمت افزائی کی ہے، انسان کے قبضہ میں ہر منزل ہے صرف خدائی اور نبوت اس سے مستثنیٰ ہے۔

آپ کے سامنے صرف دو راستے ہیں، ایک راستہ تو یہ ہے کہ آپ یہاں آئیں اور فارغ ہو کر چلے جائیں اور اچھا بننے کی کوئی کوشش یا ارادہ ہی نہ کریں، دوسرے یہ کہ آپ یہاں اچھے سے اچھا بنیں، اور انسانی، علمی اور روحانی ہر حیثیت سے ترقی کریں، یہ دونوں راستے آپ کے لئے کھلے ہوئے ہیں، آپ یہاں بہتر سے بہتر بن سکتے ہیں، یہاں کوئی رکاوٹ نہیں، یہاں سے جانے کے بعد کسی طالب علم کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ میں ندوۃ العلماء میں اچھا نہیں بن سکا، ندوہ ہی نہیں کسی مدرسہ کی بابت دیوبند، مظاہر علوم کے متعلق کوئی بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

تاریخ و تذکرہ میرا موضوع ہے اور میں اپنے مطالعہ اور تجربہ پر اعتماد کر کے کہتا ہوں کہ کوئی مدرسہ اور کوئی کتب خانہ کسی انسان کو نہیں بناتا، انسان خود اپنی قوت بازو سے اپنی محنت اور کاوش سے بنتا ہے، اگر آپ بزرگی کے شعبہ میں دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا وہی برگزیدہ بندے تھے جن کے سرپرست ولی نہیں تھے ان کے لیے ماحول ناسازگار تھا لیکن وہ اپنی محنت سے اپنی تڑپ و پیاس سے ولی کامل بن گئے، ہزاروں مثالیں ہیں کہ آذر کے گھر سے ابراہیمؑ پیدا ہوئے، حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے والد کے متعلق کوئی یہ کہہ نہیں سکتا کہ وہ ولی تھے لیکن امام غزالی اپنی طلب اور تڑپ کے بل بوتے پر حجۃ الاسلام بن گئے اور ان مقامات تک پہونچے جن کے سامنے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی اولاد سرنگوں ہو جاتی ہے

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی زندگی کا مطالعہ کیجئے ان کے والد نہ کوئی عالم تھے نہ ولی مرتے وقت ایک صاحب کو صاحبزادہ کی تعلیم کے لئے وصیت کر گئے تھے، لیکن ان کی ماں نے چرخہ کات کر ان کو پڑھایا اور اعلیٰ تعلیم دلوائی پھر شیخ عبدالقادر جیلانی ترقی کے ان مراتب پر فائز ہوئے جو رشک کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں، ان کے بغداد جانے کا واقعہ مشہور ہے، یہ سب کیا تھا محنت اور تڑپ تھی

"سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق ہندوستان بھر میں ندوۃ العلماء کے کتب خانہ سے زیادہ کتابیں اور کہیں نہیں ہیں، اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ نواب نورالحسن صاحب شیخ سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے بیشتر کتابیں اکٹھا کیں، ان کے بعد ان کا کتب خانہ ندوہ ہی میں آیا" ان تمام کتابوں میں میں نے یہ کہیں نہیں پایا۔ کہ ان کے والد کوئی بڑے آدمی یا عالم تھے۔

ترقی اور کامیابی موروثی نہیں ہوتی عبدالقادر جیلانی کے والد اور دادا صرف کاشتکار تھے لیکن سیدنا عبدالقادر جیلانی؟

عزیزو! یہ سب محنت اور کوشش ہی پر منحصر ہے، طلب اور تڑپ پر اس کا دارومدار ہے، عزم و ہمت، بلند حوصلگی اس کی بنیاد ہے ع

یا تن رسد بہ جاناں یا جاں زتن برآید

ایک شعر میں اکثر پڑھا کرتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ کسی خوش نویس سے اس کی کتابت کرا کے آویزاں کرا لوں، حضرت مفتی صدرالدین آزردہ نے فرمایا ہے ع

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

ان کے نزدیک اتنے بڑے مقصود میں جان کا چلا جانا کوئی اہم بات نہیں، یہ سب کیا تھا؟ ان کے دل میں عشق الٰہی کی چنگاری تھی، ان کی طبیعت بیقرار تھی، حضرت مخدوم بہاری کا واقعہ پڑھو، جب گھر سے پڑھنے گئے تو ہر چیز سے بے پرواہ ہوگئے، گھر سے خطوط آتے رہے اور وہ ایک گھڑے میں ڈالتے رہے انہوں نے طے کر لیا تھا کہ یہ سب تعلیم سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں چنانچہ انہوں نے اس سے پرہیز کیا، جب وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہوئے اور خطوط کا انبار سنبھالا اور پڑھنا شروع کیا تو کہیں آبدیدہ ہوئے اور کہیں خوش ہوئے اور چہرہ پر بشاشت و سرور کی لہریں دوڑ گئیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ والد تو ولی اکمل و مکمل ہیں تمام حالات سازگار اور وسائل مہیا ہیں لیکن صاحبزادہ میں کوئی تڑپ یا طلب ہی نہیں ایسی مثالیں آج کل بھی مل سکتی ہیں، بڑے بڑے بزرگوں کی اولاد کچھ نہیں! بے قیمت ـــــ یہاں تو محنت اور کوشش اور قربانی دینے کے بعد ہوتا ہے ع

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

جب تک انسان کچھ کھوئے گا نہیں، کچھ پائیگا نہیں، آپ کے سامنے دونوں صورتیں ہیں فاسق و فاجر کی اولاد ولی کامل، اور اولیاء اللہ کی اولاد باغی اور سرکش، یہ سب عزم و محنت اور فیصلہ پر مبنی تھا۔ یاد رکھئے کہ شکوے وہ کرتے ہیں جن کو کچھ ترقی نہیں کرنا ہے وہ کرتے ہیں جو کوتاہ دست ہیں۔ عزیزو! یہ ممکن ہے کہ ایک چھوٹے سے مدرسہ میں رہ کر آپ حجۃ الاسلام اور شیخ الاسلام بن جائیں اور مدینہ یونیورسٹی، دیوبند مظاہر العلوم اور ندوۃ میں کچھ نہ بن سکیں کیونکہ عزم و حوصلہ اور جذبہ و فیصلہ پر منحصر ہے

تم آج اس خانہ خدا سے عہد کر کے اور فیصلہ کر کے نکلو، اس وقت اگر تم سے کہا جائے کہ تمہاری ٹوپی میں ہیرا ہے تو تم اس کے لئے جدوجہد کروگے میں کہتا ہوں تمہارے پاس وہ قیمتی ہیرا ہے کہ پورا عالم تمہاری صلاحیت کی قیمت ادا نہیں کر سکتا، ساری دنیا کی سلطنتیں تم کو خرید نہیں سکتیں بڑے بڑے عارفوں نے دعویٰ کیا کہ ہماری قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا، تم میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھ کو کوئی خرید نہیں سکتا۔

میں تو ایک قدم بڑھ کر کہتا ہوں کہ اس الیکشن اور اس کے ہنگامہ کی حیثیت ہی کیا ہے؟ اگر یہ اسلام اور مسلمانوں کا مسئلہ اور حالات کی تبدیلی کا ایک ذریعہ نہ ہوتا تو ہم ایسے الفاظ کے استعمال کے بعد اپنی زبانوں کو دھوتے، ہم تو وزیروں سے ملاقات کرنا خود ان کا اعزاز سمجھتے ہیں، اس مجلس میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے کسی مقامی وزیر نہیں جواہر لال نہرو سے ملاقات سے انکار کر دیا، مقامی وزیر چیف منسٹر کا کیا ذکر ـــ؟

عزیزو! تم اپنی قیمت پہچانو، تمہارے مستقبل کی ضمانت پیغمبر اور خدائے لازوال نے لی ہے، بس شرط یہ ہے کہ تم ہیرے کو واقعتہً ہیرا بنالو پتھر ایک بار نہیں کئی بار ٹوٹتا ہے اور بنتا ہے شیشہ بھی ٹوٹتا اور بنتا ہے، لیکن ہیرا صرف ایک بار ہی بن سکتا ہے ٹوٹ کر یا چٹک کر وہ دوبارہ نہیں بن سکتا۔

اگر تم اچھا بننا چاہوگے تو تمہیں کوئی روک نہیں سکتا اور نہ بننا چاہوگے تو مشیت الٰہی کے علاوہ کوئی شئی تم کو بنا نہیں سکتی۔

عزیزو! میں تو کہتا ہوں کہ تم خدا اور نبی نہیں بن سکتے باقی سب کچھ بن سکتے ہو۔ کس کو امید تھی کہ اس ہندوستان میں مولانا الیاسؒ اور مولانا یوسف صاحب پیدا ہوں گے؟ کون جانتا تھا کہ بڑے بڑے عالم نکلیں گے؟ یہ سلسلہ تو اب بھی جاری وساری ہے، تم اس کا عہد کر لو کہ تمہارے لئے یہاں سے نکلنا حرام ہے مگر یہ کہ تم یہاں سے اچھا اور بہتر بن کے نکلو

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر سیدنا مولانا احمد علی لاہوری رح — مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے، لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۱۸ر جنوری ۱۹۵۱ء جمعرات

تعلقات کی دو قسمیں

انسان کے تعلقات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن میں اغراض دنیوی مقصود ہوتی ہیں اور دوسرے وہ جن میں رضائے الٰہی مطلوب ہوتی ہے، انسان چاہتا ہے کہ جن سے اس کی اغراض دنیوی وابستہ ہیں وہ تعلقات ہمیشہ رہیں۔ ان میں انقطاع نہ آئے۔ بیوی سے تعلق ہے، وہ چاہتا ہے کہ بیوی سے مرتے دم تک ساتھ رہے۔ راستے ہی میں داغِ مفارقت نہ دے جائے مکان بنایا ہے تو یہ سدا ہمارے ہی پاس رہے۔ کسی مصیبت کی وجہ سے مکان چھوڑنا نہ پڑے۔ اولاد ساری زندہ رہے ان میں سے کوئی فوت نہ ہو۔ اسی طرح ایک ایک چیز کے لئے وہ چاہتا ہے کہ وہ میرے ہی پاس رہے۔ اور مجھ سے کبھی جدا نہ ہو۔

اسی طرح دوسرے تعلقات میں بھی ہونا چاہیئے۔ جن اعمال سے یا جن اشخاص سے اللہ کے لئے تعلق ہے وہ تعلق سدا رہے، وہ اعمال جن سے اللہ راضی ہوتا ہے وہ سدا کرتے رہیں ان میں انقطاع نہ آئے۔ بلکہ چاہیئے کہ وہ دوسرے کام رہ جائیں تو رہ جائیں مگر ان کاموں میں خلل نہ آئے۔

لیکن عام طور پر دیکھا یہی گیا ہے کہ آدمی دنیا کے تعلقات کی ہمیشگی چاہتا ہے مگر اللہ کے تعلقات کی ہمیشگی نہیں چاہتا۔ یہ کام دوسرے نمبر پر رکھتا ہے حالانکہ یہ نمبر اول پر ہونے چاہئیں۔ مرنے کے بعد یہی تعلقات کام آئیں گے دنیا کے تعلقات کام نہیں آئیں گے۔

۳ر مئی ۱۹۵۱ء

انسان کو اللہ تعالےٰ نے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (۵۱ ، ۵۶) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں —— جس طرح کھانا پینا انسان کی فطرت ہے اور اس کا طبعی تقاضا ہے۔ اسی طرح خدا کی یاد کرنا بھی انسان کا طبعی تقاضا ہے۔ اگر بھوک نہ لگے تو سمجھا جاتا ہے کہ صحتِ جسمانی خراب ہے، اسی طرح خدا کی یاد کا شوق پیدا نہ ہو تو سمجھا جائے گا کہ صحتِ روحانی خراب ہے جس طرح جسمانی بیماریاں ہیں اور ان کے جسمانی علاج ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں اور ان کے روحانی علاج ہیں۔ روحانی بیماریوں کے معالج موجودہ اصطلاح میں مرشد کہلاتے ہیں اور قرآن کی زبان میں مزکّی کہلاتے ہیں۔ مزکّی وہ ہے جس کا خود تزکیہ ہو چکا ہو اور جس کے اندر سے امراض روحانی نکلی ہوئی ہوں۔ جو خود بیمار ہے وہ دوسرے کا کیا علاج کرے گا۔

سو روحانی مریضوں کو اول تو عبادت کی توفیق نہیں ملتی۔ اگر مل بھی جائے تو لذّت نہیں آتی۔ اس کی تین وجوہات ہیں (۱) اکل و شرب حرام و مشتبہ (۲) بے دینوں کے ہاتھ سے چیزوں کا تیار ہو کر آنا اور ان کا کھانا (۳) نا اہلوں اور غافلوں کی صحبت۔

ایک مولوی صاحب ہیں انہوں نے اس عاجز سے اللہ کا نام سیکھا ہوا تھا۔ اور اللہ کا نام بھی سیکھنے سے آتا ہے۔ ویسے جانتے تو سب ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا کہ کھاتے کہاں سے ہو۔ انہوں نے لکھا کہ طلبہ کی جو روٹیاں آتی ہیں، انہی میں سے کھاتا ہوں۔ میں نے کہا اسے بند کر دو۔ مار یہیں سے پڑتی ہے۔ وہ روٹیاں سود خواروں، رشوت خواروں، بے دینوں وغیرہ سے بھی آتی ہیں اور ان کے گناہوں کا اثر ان کے کھانوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے خود

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

چور بازاری

نیضے بتول فیض - بہاولپور

قیامت پر قیامت ڈھا رہی ہے چور بازاری
دکانداری کے باطل حسن پر اس سے نکھار آیا
کھلے بازار میں جو چیز مل جاتی تھی آنے میں
کبھی چینی کا رونا ہے کبھی آٹے کا ماتم ہے
دیانت کو کسی پہلو سے خاطر میں نہیں لاتی
کوئی شے بھی بھرے بازار میں خالص نہیں ملتی
گھٹاتی جا رہی ہے یہ خریداری کی قوت کو
نہیں ہوتی رہائی قحط سالی کے شکنجے سے
غریبوں پر ہے طاری ان دنوں سکرات کا عالم
ہلا ڈالی ہیں اس نے فارغ البالی کی بنیادیں
امیروں کی عمارت کو لگائے چار چاند اس نے

ہمیں ناکوں چنے چبوا رہی ہے چور بازاری
رُخِ حرص و ہوس چمکا رہی ہے چور بازاری
روپے میں بھی کہاں دلوا رہی ہے چور بازاری
جفائیں نت نرالی ڈھا رہی ہے چور بازاری
خیانت کو فقط اپنا رہی ہے چور بازاری
ملاوٹ کے وہ گُر سکھلا رہی ہے چور بازاری
گرانی کو مگر پھیلا رہی ہے چور بازاری
اور اس پر بھی ستم برسا رہی ہے چور بازاری
سوئے دارِ فنا لے جا رہی ہے چور بازاری
وطن کا قصرِ شیریں ڈھا رہی ہے چور بازاری
غریبوں کو مگر تڑپا رہی ہے چور بازاری

حکومت اس سے عاجز ہے رعیّت اس سے نالاں ہے
عجب زور آوری دکھلا رہی ہے چور بازاری!!

★

روح القرآن

قسط نمبر ۱

ایم عبد الرحمن لودھیانوی

یہی مضمون سورہ مومنون آیت ۱-۸ پ ۱۸ ع ۱ میں بیان کیا گیا ہے۔ جنتیوں کی صفات بیان کی گئی ہیں جن کو نماز سے شروع کیا گیا ہے اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے۔

(ب) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ٥

ترجمہ: تحقیق وہ لوگ فلاح پا گئے جو اپنی نمازیں جھکنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث میں ٹھنڈی چھاؤں والے باغ پائیں گے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھنا یعنی بدن اور دل سے اللہ کی طرف جھکنا۔ پھر نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا کہ اپنے وقت آداب و شروط کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا حق تعالےٰ کے یہاں کتنا درجہ ہے۔ اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ اس سے شروع کر کے اسی پر ختم کیا۔

(ج) اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥

(پ ۲ - ع ۳ - سورہ بقرہ - آیت ۱۵۳)

ترجمہ: (اے ایمان والو!) صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(د) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

(پ ۵ - ع ۱۲ - سورہ نساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: جب تم نماز ادا کر لو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے اور اپنے کروٹوں پر یعنی خوف کے وقت بوجہ تنگی اور بے اطمینانی اگر نماز میں کسی طرح کی کوتاہی ہو گئی تو نماز خوف سے فراغت کے بعد ہر وقت اور ہر حالت میں کھڑے ہو یا بیٹھے یا لیٹے اللہ کو یاد کرو۔ کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ہر نماز کے بعد کچھ تسبیح و تہلیل کرنا چاہیے۔ یا فرائض کے بعد نوافل پڑھے۔

فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (پ ۲۶ ع ۱۷)

۱۵- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ٥ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ٥ (پ ۱۶ ع ۷، سورہ مریم آیت ۵۴-۵۵)

ترجمہ: اور کتاب میں اسمٰعیل کا بیان کر، وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول نبی تھا وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور وہ اپنے رب کے یہاں پسندیدہ تھا۔

۱۶- وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْاَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ٥ (پ ۱۶ ع ۱۷ سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھ کو روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام بھلا ہے۔

یعنی اپنے متعلقین اور متبعین کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جاتے تو عادت ڈالنے کے لئے نماز پڑھواؤ اور جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔

۱۷- وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ٥

(پ ۱۹ - ع ۱۵ - سورہ شعراء آیت ۲۱۴)

ترجمہ: اور تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنا دے۔

یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجئے کیونکہ خیر خواہی میں ان کا حق مقدم ہے۔

وضو کے احکام

۱۸- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا

(پ ۶ - ع ۶ - سورہ مائدہ - آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو، اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سر کو مل لو۔ اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو۔

نماز کے لئے پہلے وضو کرو، ہاتھ منہ وغیرہ دھونے کا وجوب اسی لئے ہے کہ حق تعالےٰ تم کو پاک کر کے اپنے دربار میں جگہ دے۔ تر ہاتھ سر پہ پھیر لو۔ جس طرح منہ ہاتھ دھونے کا حکم ہے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھونے چاہئیں۔

۱۹- اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ٥ (پ ۲ ع ۱۲ س بقرہ آیت ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ کو توبہ کرنے والے پسند آتے ہیں اور پاک رہنے والے۔

۲۰- وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ٥ (پ ۲۹ - ع ۱۵ سورہ مدثر - آیت ۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔

نماز کے لئے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں اور گندگی سے احتراز کیا جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب کپڑوں کا حسی و معنوی نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے تو بدن کی پاکی بطریق اولیٰ ضروری ہو گی۔

۲۱- فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (پ ۲ ع ۱ س بقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: پس اب اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ اُسی کی طرف پھیرو۔

یعنی کعبہ کی طرف منہ پھیر کر نماز پڑھو۔

۲۲- وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا

(پ ۶ ع ۱۳ - سورہ مائدہ آیت ۵۸)

ترجمہ: اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اس کو ہنسی اور کھیل ٹھہراتے ہیں۔

حالانکہ کلمات اذان میں خداوند قدوس کی عظمت و کبریائی کا اظہار، توحید کا اعلان، رسالت کا اقرار ہے۔ نماز جو تمام اوضاع عبودیت کو جامع اور غایت درجہ کی بندگی پر دال ہے۔ اس کی طرف دعوت فلاح دارین اور اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے لئے بلاوا۔

۲۳- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ٥

(پ ۲۷ - ع ۱۵ - سورہ واقعہ - آیت ۷۴)

ترجمہ: سو اپنے رب کے نام کی پاکی بول جو سب سے بڑا ہے (رکوع کی تسبیح)

۲۴ - سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى

(پ ۳۰ - ع ۱۲ سورہ اعلیٰ - آیت ۱)

ترجمہ: پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا۔ کہ اس کو اپنے سجود میں رکھو۔ اسی لئے سجدہ کی حالت میں یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔

۲۵ - یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ٥ مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ٥ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ٥ الیٰ آخرہ - (پ ۲۹ - ع ۱۶)

ترجمہ: جنتی ایک دوسرے کو مل کر پوچھیں گے گنہگاروں کا حال - تم کاہے سے دوزخ میں جا پڑے - وہ بولیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

یعنی نہ ہم نے اللہ کا حق پہچانا نہ بندوں کی خبر لی۔ البتہ حق کے خلاف دوسرے لوگوں کی طرح بحثیں کرتے رہے اور بری صحبتوں میں رہ کر شبہات اور شکوک کی دلدل میں پھنستے چلے گئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن بھی آنا ہے۔

اوقاتِ صلوٰۃ

۲۶ - وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط (پ ۱۲ - ع ۱۰)

ترجمہ: اور نماز کو دن کے دونوں طرف قائم کر اور رات کے کچھ ٹکڑوں میں - البتہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔

یعنی طلوع و غروب سے پہلے فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں یا ایک طرف فجر اور دوسری طرف مغرب کو رکھا جائے اور رات کی نماز میں عشاء۔

۲۷ - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا ٥

(پ ۱۵ - ع ۹ - سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۸)

ترجمہ: قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا۔ بے شک فجر کا قرآن پڑھنا روبرو ہوتا ہے۔

اس میں چار نمازیں آ گئیں۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور فجر کا علیحدہ بیان ہوا۔

۲۸ - فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥ (پ ۲۱ ع ۵ س روم آیت ۱۸)

ترجمہ: سو اللہ پاک کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو اور زمین و آسمان میں اسی کی خوبی ہے اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو۔

۲۹ - وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ٥ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٥

(پ ۲۶ - ع ۱۷ - سورہ قٓ آیت ۳۹ - ۴۰)

ترجمہ: اور اپنے رب کی خوبیوں سے تسبیح کرتا رہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے کچھ حصّہ میں اس کی پاکی بول اور سجدہ کے پیچھے۔

۳۰ - وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ٥

(پ ۱ ع ۵ سورہ بقرہ آیت ۴۳)

ترجمہ: اور قائم رکھو نماز، اور دیا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو۔ پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

تمام اصول میں نبی آخر الزماں کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو جس میں جماعت بھی ہو اور رکوع بھی۔

۳۱ - وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ٥

(پ ۱۴ ع ۶ سورہ حجر آیت ۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

وظیفۂ نماز

سورہ فاتحہ عرش کے خزانہ کے نیچے سے اتری ہے اس کو امّ القرآن، اساس القرآن، سبع مثانی بھی کہتے ہیں۔ یہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے کیونکہ یہ تمام قرآن کا نچوڑ ہے۔ اور سات آیتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے مثل اور کوئی سورت نہیں۔ سات چھوٹے چھوٹے بول ہیں۔ اس سورت کا ہر لفظ صاف اور دلنشیں معانی کا نگینہ ہے جو اس انگوٹھی میں جڑ دیا گیا ہے۔ یہ مناجات ہے۔ کیونکہ بندے نماز کی حالت میں اس سورت کے ساتھ اپنے پروردگار سے مناجات کیا کرتے ہیں۔ حق تعالےٰ نے اس سورت میں بندوں کو مانگنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

خلاصہ

اللہ تعالےٰ نے عبادات میں سب سے پہلے نماز کو فرض فرمایا اور سب سے پہلے اعمال میں سے نماز ہی پیش کی جاتی ہے اور سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مَّوْضُوْعٌ - اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔ نماز میں توجّہ الی اللہ، اس کی حمد و ثناء اور اس کے حضور میں طلبِ حاجت کی دُعا، اسی طرح خلوص، خوفِ خدا اور یادِ الٰہی نماز کا لُبِّ لباب ہوتا ہے۔

توجّہ الی اللہ کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والا اللہ سے بڑا کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ اور وہ سوائے اس کے کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی کسی اور سے امید و طمع رکھتا ہے اور وہ ماسوی اللہ سے ہٹ کر پوری توجہ سے اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥

نماز تمام ظاہری اور باطنی مصیبتوں کا علاج ہے اور دوسری نیکیوں میں تقویّت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ نماز تمام دکھوں کا علاج اور ہر درد کی دوا اور ہر زخم کا مرہم ہے۔

نماز کیا چیز ہے؟ اللہ تعالےٰ کی رضامندی و خوشی، ملائکہ کی محبوب، انبیائے کرام کی سنت، معرفت کا نور، ایمان کی جڑ، دعا کی قبولیّت، رزق میں برکت، منکر نکیر کے جواب دینے کا وسیلہ، پل صراط سے نمازی کو عبور کرا دینے والی اور جنّت کی کنجی ہے۔

نماز حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النّبیین ؐ کی امّت تک چلی آ رہی ہے۔ اس امّت پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی۔

ابتدائے اسلام میں فجر، عصر اور تہجّد کی نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ ایک سال کے بعد تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی اور باقی دو کے ساتھ تین کا اضافہ شبِ معراج کو کیا گیا۔

شرائطِ نماز

پاکیزگی نصف ایمان ہے پاک و صاف انسان کے خیالات بھی پاک رہتے ہیں اور ان کا اثر روح پر نہایت خوشگوار پڑتا ہے۔

اسلام نے طہارت جسمانی کو لازمی قرار دیا اور اس کی سب سے زیادہ دل پسند صورت وضو قرار دی۔ لباس کی اچھائی برائی اور صفائی و کثافت کا جو اثر دل و دماغ پر مرتب ہوتا ہے وہ ایک بدیہی امر ہے۔ جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے اس کا ثواب ستّر درجہ زیادہ ملتا ہے۔

تعیینِ قبلہ میں بھی یہی حکمت مضمر ہے کہ مسلمان یکجہت متوجہ ہوں۔ تمام مسلمان کعبہ کی طرف رُخ کرکے سجدہ کرتے ہیں۔ تو ایک روحانی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور عجیب لطف آتا ہے۔

مؤدّب دست بستہ کھڑا ہونا، رکوع میں جانا، اور سجدہ ریز ہونا نہایت تعظیم و توقیر کا مظہر ہے۔ سجدہ میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے۔

نماز در اصل شہنشاہی سلام ہے۔ جو شخص شہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کے دربار میں آنے اور سلام شہنشاہی بجا لانے سے جی چراتے وہ باغی خیال کیا جاتا ہے۔ جو نماز قلبِ غافل سے ادا ہو وہ منافق کی نماز کے متشابہ ہوتی ہے۔

کفر سے ملا دینے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

جس شخص نے نماز کی حفاظت کی تو وہ اُس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی۔

جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کا اہل و مال چھین لیا گیا۔

نماز سب عبادتوں میں اعلیٰ اور افضل ہے اور شریعت نے جس قدر اس کا اہتمام کیا ہے اس لئے اس کے ارکان و شرائط و آداب وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

نماز روحانیت کا سرچشمہ، ہدایت قلبی کا منبع، نیکی کا مرکز ہے۔ نماز ایک قلعہ ہے۔ جو برائیوں کے لشکر کو اپنے اندر گھسنے نہیں دیتا۔ نماز صحت کی محافظ ہے، کاہلی دُور کرتی ہے۔ شرحِ صدر کا سبب ہے، روح کی غذا ہے، دل کو منوّر کرتی ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز مومنوں کے لئے معراج ہے۔

نماز میں سب سے بڑی چیز اطمینانِ قلب، حضورِ نفس، خشوعِ طبیعت اور خضوعِ جوارح ہے یہ کہ انسان اپنے تمام اعضاء اور تمام قوٰی و جذبات سے خدا کی جانب متوجہ ہو جائے۔

گھروں میں نماز پڑھ لینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو چھوڑنا ہے۔ اور اگر آپؐ کی سنت کو چھوڑ دیا جائے تو انسان گمراہ ہو جاتا ہے ؎

خلافِ پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو شخص گھر سے وضو کرکے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جائے وہ ایسا ہے جیساکہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جاتا ہے اور اس کے ہر ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے۔

عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا آدھی رات کی عبادت کے ثواب کے برابر ہوتی ہے اور اگر فجر کی نماز بھی باجماعت پڑھی جائے تو ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ مومن اور کافر کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔ آپؐ کی آخری وصیّت نماز کی تاکید ہے۔ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی ؎

روزِ محشر کہ جان گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

دینی تعلیم کے فقدانِ عام اور جہالت کی وجہ سے اکثر نمازی نماز کو رسمی طور پر ادا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی نماز سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیان مُعلّق رہتی ہے۔

مغربی تہذیب و تمدّن، تعلیم و تربیت اور طرزِ معاشرت نے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے بیگانہ اور متنفّر کر دیا ہے اور ہمارے اکثر لکھے پڑھے بھائی اور بہنیں دینِ اسلام سے وحشت زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہماری نمازیں بے اثر اور ہمارے سجدے بے ذوق و شوق ہیں اور نماز کے ثمرات و برکات سے محروم ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۝ (پ ۲۸ - ع ۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی اور اپنے گھر والوں کی جان کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔

ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے دین دار بنانے کی کوشش کرے۔

گھر میں مرد بادشاہ ہوتا ہے، اس کی بیوی، بیٹے، بیٹیاں اور متعلقین رعایا کی مانند ہوتی ہیں۔ سو اگر بیوی، اولاد اور متعلّقین نماز نہیں پڑھیں گے تو قیامت کے دن مرد سے پوچھ ہوگی کہ تم نے ان سے نماز کیوں نہیں پڑھوائی۔ اس لئے ہر شخص کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیئے اگر تھوڑی سی بھی لاپرواہی برتے گا تو بہت نقصان اٹھانا پڑے گا پھر پچھتانے گا جب کہ نادم ہونا کسی کام نہیں آئے گا۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ: ارشادات مجالسِ ذکر

پکا کر کھاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو فائدہ ہوگیا۔

دوسرے کے گناہوں کا عکس پڑتا ہے اور کھانوں کا بھی اثر آتا ہے اگر تہجّد خوان ہو تو پتہ لگ جاتا ہے۔ کسی ایسے ہی بے دین کے ہاں سے کھانا آیا تو اول تو صبح جاگ ہی نہیں آئے گی اگر آئے گی تو غنودگی اس قدر ہوگی کہ اٹھنے کو جی نہیں چاہیے گا۔ اگر اٹھیں گے تو لذّت نہیں آئے گی۔ اس قسم کے زردہ پلاؤ کھانے سے سوکھی روٹی پانی سے کھا لینا بہتر ہوگا۔ تاکہ یہ عبادت کی توفیق یا لذّت تو سلب نہ ہو۔

مسئلے کے طور پر منع نہیں کر سکتے کہ ایسے لوگوں کے کھانے نہ کھاؤ۔ کیونکہ کمائی حلال کی بھی ہوتی ہے اور حرام کی بھی اور کیا پتہ کہ یہ کھانا حرام کا ہے یا حلال کا۔ لیکن مزکّی روک دیتا ہے کیونکہ یہ بدپرہیزی ہے جیسے طبیب علاج کرتا ہے اور ساتھ کہتا ہے کہ کھٹی چیز اور تیل والی چیز نہ کھانا۔ اب یہ حرام تو نہیں لیکن طبیب مصلحت کو جانتا ہے کہ اس طرح سے بیماری دُور نہیں ہوگی اور صحت نہیں ہوگی۔ بدپرہیزی کرتے رہے تو یہ آخر موت کا پیغام لائے گی۔

سو اس کا خیال رکھو اور اکل و شرب حرام و مشتبہ سے بچو۔ بے دینوں اور بے نمازوں کے کھانے سے پرہیز کرو۔ اور نااہلوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ بیوی اگر بے نماز ہے تو بھی غفلت کا اثر آئے گا۔ زمینداروں کے پاس بیٹھیں گے تو وہ کھیتی باڑی کی باتیں کریں گے، دُکانداروں کے پاس بیٹھیں گے تو مال کی باتیں سنیں گے۔ ملازمت پیشہ کے پاس بیٹھیں گے تو دفتروں کی باتیں سنیں گے لیکن اللہ کی باتیں کوئی نہیں سنائے گا۔ اللہ کی باتیں اللہ والوں سے سنی جاتی ہیں۔

دنیاوی مال و دولت سے آخرت کی بھلائیاں حاصل کرو

محمد شفیع عمر الدین - حیدر آباد

حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

۱- یاد رکھو کہ ہماری عزت "ایمان و معرفت" کے ساتھ وابستہ ہے مال و جاہ کے ساتھ نہیں۔ تکمیل ایمان میں کوشش کرو۔ اور مراتب معرفت حاصل کرنے میں پوری جد و جہد کرو۔ جتنا بھی اس مقصد اعلیٰ میں مشقت جھیلوگے اتنا ہی زیبا و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی غم آخرت بنا دے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں کو دُور کر دے گا۔" (از مکتوب ۶۲)

۲- دنیا زراعت کی جگہ ہے۔ زراعت کے وقت عیش و آرام میں مشغول ہونا اور خالی لذتوں میں مبتلا ہونا اپنے آپ کو سرمدی آرام سے جدا رکھنا ہے (جو دنیا میں صحیح طریقے سے زندگی گذارنے پر آخرت میں ملے گا) عقل دُور اندیش "لذاتِ باقیہ مرضیہ" کو چھوڑ کر "لذاتِ فانیہ مبغوضہ" پر ہرگز فریفتہ نہیں ہو سکتی"۔ (مکتوب ۱۱)

مقصدِ اعلیٰ

آخرت کی سرمدی آرام کی زندگی کے لئے جد و جہد کرنا مقصدِ اعلیٰ ہے۔ اصلی زندگی تو عالمِ آخرت کی زندگی ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥ (العنکبوت آیت ۶۴)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی صرف کھیل اور تماشہ ہے اور اصل زندگی عالم آخرت کی ہے۔ کاش وہ سمجھتے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

یعنی آدمی کو چاہیئے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے۔ کہ اصلی و دائمی زندگی وہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت بھول نہ بیٹھے بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفرِ آخرت کے لئے توشہ درست کرے۔

پرہیزگاری

آخرت کی تیاری کے متمنی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آخرت میں کام آنے والی چیز پرہیزگاری ہے۔ اس لئے ساری ہمت تقویٰ اور پرہیزگاری کے حصول میں لگا دینی عقلِ دور اندیش کی علامت ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ٥ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ (الانعام آیت ۳۲)

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے۔

حاشیہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کی طرح گذر جائے گی۔ دوسری زندگی آخرت فقط خدا پرستوں کے لئے نافع ہو گی۔

دنیا کے طالب

اس کھلی حقیقت کے باوجود جو بندہ محض دنیا کا طالب بن جاتے۔ حج یا دوسری عبادات سے مقصد محض دنیا کمانا مقصود ہو وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ٥ (البقرہ - آیت ۲۰۰)

ترجمہ: پھر بعض تو کہتے ہیں اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے

طالبِ آخرت

بقول حضرت مولینا عثمانی صاحبؒ طالب آخرت وہ ہیں جو دنیا کی خوبی یعنی توفیق بندگی وغیرہ اور آخرت کی خوبی یعنی ثواب اور رحمت و جنت دونوں کو طلب کرتے ہیں سو ایسوں کو آخرت میں اُن کے حج اور دعا جملہ حسنات سے پورا حصّہ ملے گا۔

۱- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٥ (البقرہ - آیت ۲۰۱-۲۰۲)

ترجمہ: اور بعض یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

اور دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے علاوہ فلاحِ دنیا بھی مطلوب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا میں عزت کی زندگی پانے کے فقط یہ لوگ مستحق ہیں۔

۲- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ج وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ٥

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لئے اس کھیتی میں برکت دینگے۔ اور اگر دنیا کی کھیتی کا طالب ہو اُسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے۔ اور آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔

آخرت کی کھیتی کی آبادی

جب بندے کو اللہ تعالیٰ مال و دولت کی نعمت سے نوازے تو اس کا فرض ہے کہ اسے شریعت کے مطابق صرف کرے، مخلوق خدا کی خدمت کرے۔ اور شریعت کے احکام کے برخلاف خرچ کرکے فساد کا باعث نہ بنے۔

قارون جو ایک بہت بڑا مالدار تھا اسے نصیحت کی گئی تھی :-

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ٥ (القصص - آیت ۷۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصّہ دنیا میں سے نہ بھول۔ اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مگر قارون نے جب اس نصیحت پر کان نہ دھرا اور دولت کو صحیح طور پر شریعت کے مطابق استعمال کرنے سے پہلوتہی کی تو

قہر الٰہی نے اسے اس کے معاملات اور مال و دھن سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اس وقت اسے کوئی نہ بچا سکا۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝

(القصص - آیت ۸۱)

ترجمہ: پھر ہم نے اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اُس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اُسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔

اس واقعہ کے خاتمہ پر ہمیں بتا دیا کہ آخرت کی کامیابی کا گُر یہ ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

(القصص - آیت ۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور نیک انجام تو پرہیزگاروں کا ہی ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اُس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں —— آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ ان کے لئے ہے جو اللہ کے ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے۔ اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں بلکہ تواضع و انکساری اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اُن کی کوشش بجائے اپنی ذات کو اونچا رکھنے کے یہ ہوتی ہے کہ اپنے دین کو اونچا رکھیں، حق کا بول بالا کریں اور اپنی مسلم قوم کو ابھارنے اور سربلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں۔ وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے آخرت کے عاشق ہوتے ہیں۔ دنیا خود اُن کے قدم لیتی ہے۔ اب سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لو۔ وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے مگر متروک الدنیا نہ تھے۔ بہرحال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے۔ دنیا کا جو حصّہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہ ہی مبارک ہے ورنہ ہیچ۔

متاعِ قلیل دنیا کا فائدہ تھوڑا اور عارضی ہے۔ کیونکہ مومن کا اصلی مقصد آخرت ہے۔ اس لئے اسے اس کے حصول کی کوشش میں کوتاہی نہ دکھانی چاہئے۔ جہاد اور دوسرے فرائض کی ادائیگی میں جانفشانی اور محنت کا ثبوت دینا چاہئے۔

۱۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ (النساء آیت ۷۷)

ترجمہ: دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے۔

۲۔ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(النسآء - آیت ۷۴)

ترجمہ: سو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے تو اُسے ہم بڑا ثواب دیں گے۔

حاشیہ حضرت مولانا شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

جو لوگ دنیاوی زندگی کے بدلے میں آخرت خریدنا چاہتے ہیں اُن پر لازم ہے کہ پیغام حق کو لے کر ہر نوع کی مشکلات کے مقابلے کے لئے نکلیں۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا خواہ قتل ہو جائے یا فتح پائے دونوں صورتوں میں ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔

مسافرِ آخرت کے بارے میں سوال

حدیث: اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ وَتَقُولُ النَّاسُ مَا خَلَّفَ۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ: جب کوئی مرنے والا مر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے (نیک اعمال میں سے) آگے کیا بھیجا ہے۔ لوگ کہتے ہیں اس نے (وارثوں کے لئے) پیچھے کیا چھوڑا ہے۔

ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یہ حدیث کافی ہے۔ کیونکہ آخرت میں کام آنے والی چیزیں صرف ایمان اور عمل صالحہ ہیں۔ اس لئے فرشتے اس کے بارے میں آخرت میں کام آنے والی باتوں کے متعلق پوچھتے ہیں۔ اس کے برعکس دنیا والے جو مرنے والا ورثہ چھوڑ جاتا ہے اس کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

اپنا مال ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا:

اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟

ترجمہ: تم سے ایسا کون شخص ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟

حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:۔

يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ۔

یا رسول اللہ! ہم میں سے تو کوئی شخص ایسا نہیں جسے اپنے مال سے زیادہ محبوب اپنے وارثوں کا مال ہو۔

اس جواب کے بعد آپؐ نے فرمایا:۔

فَاِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالَ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ۔

پس اس شخص کا مال وہی ہے جو اس نے (شریعت کے مطابق نیکی کے کاموں میں خرچ کر کے) آگے بھیجا اور جو مال وہ پیچھے چھوڑ کر مرگیا وہ اس کے وارث کا مال ہے۔

حاصل کلام مال و دولت سے آخرت کی بھلائیاں حاصل کرنے کی کوشش میں تا دمِ مرگ لگے رہنا چاہئے۔ زندگی میں وہ کام بھی کرنے چاہئیں جن کا مرنے کے بعد بھی انہیں ثواب پہنچتا رہے۔

حدیث شریف وارد ہے:۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوا لَهُ۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر تین (طرح کے) اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) موقوف نہیں ہوتا۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتے (۳) یا وہ صالح فرزند جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔

صدقہ جاریہ میں عوام کی فلاح و بہبودی کے کام آجاتے ہیں مثلاً کنواں بنانا، مسجد تعمیر کرانا، دینی درسگاہیں قائم کرنا، دینی کتابیں اور قرآن مجید کے نسخے وقف کر دینا وغیرہ۔

علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے دین کا علم ہے کیونکہ اس پر فلاح دارین کا دارومدار ہے۔ کوئی دین کی کتاب تصنیف کرنا یا دینی کتابوں کی اشاعت میں حصّہ لینا اسی شعبے میں داخل ہے۔

صالح اولاد جو مرنے کے بعد دعا کرتی رہے چھوڑ کر مرنا بڑی بھلائی کا باعث ہے اس لئے صاحبِ اولاد کو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانے اور انہیں دیندار ۴

۴۔ بنانے میں ہر ممکن کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

سالاری پانی پتی

زندگی

جس زندگی کو میں نے پھولوں کی سیج سمجھ کر ہزار تمناؤں اور امنگوں کے ساتھ قبول کیا تھا وہ آج انگاروں اور کانٹوں کی سیج بن کر رہ گئی ہے کیوں ؟ یہ وہ سوال ہے جو ہر شخص کے ذہن میں ابھر کر آتا ہے اور جواب مانگتا ہے ۔

قولہ تعالیٰ ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

یہ ایک اعلان ہے اس اللہ کا جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے ۔ فرماتا ہے ۔ جو شخص عمل کرے نیک ۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ مرد ہے یا عورت مگر ہو وہ مومن ۔ پھر بیشک ہم اُسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے ۔

زندگی واقعی ایک سیج ہے پھولوں کی مگر کن لوگوں کے لئے ؟

(۱) ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں ۔ اللہ کی ذات پاک پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں اُسے ہر شئے کا خالق مالک اور رازق مانتے ہیں ۔ موت و حیات اس کی قدرت میں سمجھتے اور اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں ۔

(۲) ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ پھر نیک عمل بھی کرتے ہیں ۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے کرتے ہیں ۔ اور جن کاموں سے روکا ہے رک جاتے ہیں اور صالح کردار کے ساتھ جیتے ہیں اور صالح کام انجام دیتے ہوئے دنیا سے گزر جاتے ہیں

ہماری گھریلو زندگی

کس قدر گندی اور گناونی ہے ۔ آنکھ کھولنے سے لے کر آنکھ بند کرنے تک ۔ صبح سے لے کر شام تک ۔ شادی سے لے کر غمی تک ہزاروں قسم کی نافرمانیاں کرتے ہیں ۔ پھر خیر آئے تو کیوں آئے ۔ اور زندگی پھولوں کی سیج بنے تو کیونکر بنے ۔ جب کہ زندگی کی گاڑی اس لائن سے اُتر چکی ہو جو لائن خالق نے اپنی سب سے پیاری اور برگزیدہ مخلوق انسان کے لئے متعین کی تھی ۔ اور جس پر دنیا کے سب سے بڑے انسان جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چل کر ثابت کر دیا کہ یہی لائن کامیابی اور کامرانی کی طرف لے جانے والی ہے اور باقی سب لائنیں غلط اور دور دراز منزل ہیں ۔

گھر ایک تربیت گاہ ہے ۔ جہاں بچہ اچھا یا بُرا بن کر بازار حیات میں قدم رکھتا ہے اور معاشرہ کے سامنے اپنا کردار پیش کرتا ہے ایسی گھریلو زندگیاں جہاں اللہ کی متعین کردہ راہیں نہیں ہیں ۔ اپنی مرضی کی لائنیں جاری اور ساری ہیں ۔ بڑی گھناؤنی زندگیاں ہیں ۔ کبھی وہاں میاں بیوی کے جھگڑے ہیں ۔ کبھی باپ بیٹے کے تنازعے ہیں ۔ کبھی ساس بہو کی کھٹ پٹ کے چرچے ہیں ایسے گھر بے اطمینانی اور پریشانی کی آماجگاہیں ہیں اور انگاروں اور کانٹوں کی سیجیں ہیں

اگر چاہتے ہو کہ زندگی پھولوں کی سیج بن جائے تو اللہ کی مرضیات اختیار کرو ۔ اپنی مرضیات چھوڑ دو ۔ دوسروں کی جائز خواہشات کا احترام کرو اُسے پنپنے کا موقعہ دو ۔ اور اگر گھر میں کوئی ناجائز آرزو اُبھرنا چاہتی ہے ۔ تو اسے اُس کے بُرے نتائج سمجھا کر باز رکھو ۔ اور سمجھانے کا پہلو نہایت ہمدردانہ اور مشفقانہ ہو تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

ہماری تعلیمی زندگی

یہ بھی خوشگوار نہیں ۔ اس کا رخ لندن ۔ برلن اور ماسکو کی طرف ہے ۔ یہ کس قدر المیہ ہے کہ ہم کہنے کو مسلمان کہلاتے ہیں ۔ مگر اسلام کا قبلہ چھوڑ کر لندن ۔ برلن اور ماسکو کو اپنا قبلہ بناتے ہیں ۔ ہدایت کی شمع جو ہمیں مکّہ سے ملتی لندن ۔ برلن اور ماسکو سے لینے کی کوشش میں غرق ہیں ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

ہم اپنے مدرسوں میں (ب ۔ بلّا) (ک ۔ کتّا) اور (گ ۔ گدھا) پڑھاتے ہیں ۔ اور قرآن نہیں پڑھاتے حدیث نہیں پڑھاتے ۔ اے ! لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگانے والو ! ذرا غور کرو ۔ سوچو ۔ زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے ۔ کیا یہ ڈھنگ اچھے ہیں

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اے لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگانے والو ! کیا تمہاری نظر میں وہ زمانہ نہیں پھرتا ۔ ۳۱۳ مسلمان تھے ۔ ٹوٹی پھوٹی تلواریں تھیں ۔ مقابلے میں ایک ہزار کفار تھے ۔ سازوسامان تھے ۔ مگر فتح مبین اللہ نے مسلمانوں کو دی ۔ اس لئے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے حقیقی معنی اور مطلب سمجھتے تھے ۔ اللہ ہی کو طاقت کل کا مالک سمجھتے تھے ۔ اور کسی دوسری طاقت پر بھروسہ نہ کرتے تھے ۔ جدھر جاتے تھے ۔ فتح و ظفر کے پھریرے قدم چوم لیتے تھے ۔ یہ تھے مسلمان ؟ اور آج ہم ہیں کہ قعرِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں ۔ جب تک مدرسے اخلاق محمدی سے مزین نہ ہوں گے ۔ قومی فلاح و بہبود کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ اخلاق محمدی سے خالی درسگاہوں کے بچے گالی ۔ گلوچ ۔ دنگہ فساد جھوٹ دھوکہ اور گالیاں ہی سیکھ جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ کیا سیکھیں گے ؟

پس ضرورت ہے کہ اکرام مسلم سکھایا جائے

اور مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے بتایا جائے المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری مسلم) ترجمہ ۔ مسلمان وہ ہے ۔ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں) اور ؟

(۱) بڑوں کا ادب و احترام اس لئے کیا جاتا ہے کہ انہوں نے نیکیاں زیادہ کی ہیں

(۲) بچوں پر شفقت اس لئے کی جائے انہوں نے گناہ کم کئے ہیں ۔

(۳) علماء کی قدر اس لئے کی جائے کہ وہ دین اسلام کی اس زمانے میں شمع ہیں ۔ اور ان کی روشنی میں ہم منزل پا سکتے ہیں ۔ جب ہماری مدرسہ کی زندگی حضورؐ کے اعمال پر ڈھل جائے گی تو سمجھ لیجئے گا کہ اللہ کی رحمت آپ پر برس رہی ہے ہر ایک کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ ۔ جو چیز اپنے لئے پسند کرو ۔ وہی دوسرے بھائی کے لئے بھی پسند کرو ۔ کسی سے بغض عناد اور دشمنی نہ رکھو ۔ کسی کی غیبت نہ کرو ۔ کسی کا عیب دیکھو تو اسے چھپا لو ۔ کیونکہ اللہ بھی ستار العیوب ہے ۔ وہ بھی آپ کی ہزاروں غلطیوں پر پردہ ڈالتا رہتا ہے ۔ دوسرے کی مصیبت پر مت ہنسو بلکہ اس کے کام آؤ اللہ کے نیک بندوں سے محبت کرو ۔ پیار و الفت کی زندگی بسر کرو ۔ آخرت کا فکر رکھو

ایسی درسگاہیں کامیاب درسگاہیں ہیں

حضورؐ فرماتے ہیں :۔ طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمۃ (ترجمہ ۔ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) حصول علم کا فریضہ اتنا اہم ہے اگر بالفرض یہ اپنے ملک میں حاصل ہوتا ہوا نظر نہ آئے ۔ تو اس کے لئے دوسرے ملکوں کے سفر سے بھی گریز نہ کیا جائے ترمذی شریف میں آتا ہے "تعلم الفرائض والقران وعلموا الناس" (ترجمہ ۔ فرائض اور قرآن سیکھئے اور لوگوں کو سکھایئے) خدا را اپنے منہ لندن ۔ برلن ۔ ماسکو ۔ (ک ۔ کتّا) (ب ۔ بلّی)

رگ ۔گدھا) سے موڑیئے ۔ قرآن پڑھیئے اور خوب سمجھ لیجئے اس میں وزن ہے، صداقت ہے ۔ فلاح ہے ۔ نجاتِ آخرت ہے اور خالق کی رضا ہے ۔

کجا لندن اور کجا مکہ معظمہ
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

ماحول معاشرہ سے متاثر ہوتا ہے

خدمت چنانچہ بچہ کو بتایا جائے کہ معاشرہ کی خدمت میں عظمت کے راز پنہاں ہیں ۔ اگر تم اپنی خداداد صلاحیتوں کو معاشرہ کی بہبود کے لئے صرف کردو گے تو معاشرہ تم سے محبت اور پیار کرے گا زندگی کے رشتے مضبوط ہو جائیں گے ۔ اور زندگی پھولوں کی سیج بن جائیگی

حدیث شریف میں آتا ہے :-

خلقت اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے اور سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے

بقول حالی ؎ کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

وہ زندگی پھولوں کی سیج ہے

خود اعتمادی جس میں خود اعتمادی کے پھول کھلتے ہیں ۔ اور پھر ان کی خوشبو سے انسان مست ہو کر کسی کام کے کرنے کی دھن میں لگ جاتا ہے ۔ بچوں کے ذہنوں میں بٹھایا جائے کہ آج کے بچے کل کے باپ بنتے ہیں ۔ اس لئے آج ہی اپنے آپ پر بھروسہ کرنا سیکھئے ۔ اس سے آپ کی شخصیت اُبھرے گی اور زندگی باوقار پرسکون اور خوشگوار بن جائے گی ۔ انشاء اللہ

سادگی سادہ زندگی اصل حکمت ہے ۔ اس میں تابانی ہے ۔ جھوٹے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ٹھاٹھ باٹھ کرنا لغو اور بیکار ہے ۔ جھوٹے وقار سے زندگی کو بہکانا زندگی کی تابانی کو کھو دینا ہے ۔ قرض لے کر جھوٹے وقار کو قائم رکھنے سے زندگی کا سکون چھن جاتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

سادگی ہی میں ہے لطف زندگی
زیب و زینت ۔ کلفت و شرمندگی

اصل بات یہ ہے کہ جتنی چادر ہو ۔ اتنے ہی پاؤں پھیلایئے ۔ قناعت کو ہنرمندی سے استعمال کیجئے ۔ زیور ۔ سُرخی ۔ پاؤڈر ۔ فرنیچر ۔ ریڈیو سیٹ ۔ ٹیلی وژن اور دنیا کی خرافات کے پیچھے نہ پڑیئے ۔ کیونکہ ؎

جسے خوبی خدا نے دی نہیں محتاج زیور کا

سچ ہے ۔ سادگی طمانیت بخشتی ہے اور تعیش زحمت اور پریشانی

ماحول ہمارے ماحول بھی اُجلے اور صاف ستھرے نہیں ۔ خدا اور رسول کی مرضیات کے سراسر خلاف ہیں ۔ یہاں شعر و شراب ہے ۔ نغمہ و رباب ہے ۔ افسانوی اور ادب اور فلمی گانے ہیں ۔ آج کل کی ثقافت ہے ۔ شرارت ہے اور خدا جانے کیا کیا ہے ۔ انسانیت حیوانیت پر آنسو بہا رہی ہے ۔

سوچیئے اور ٹھنڈے دل سے سوچیئے وہ بچے جو اس گندے ماحول میں آنکھیں کھولینگے وہ معاشرہ کے لئے رحمت ہوں گے یا زحمت وہ پھولوں کی سیج بنیں گے یا زندگی کے لئے انگارے اور کانٹے ۔

خدارا اپنی درسگاہوں ۔ گھروں ۔ ماحولوں میں عظمت انسانیت کا درس دیجئے ۔ اللہ اور رسول کی اطاعت سکھائیے ۔ اخلاق محمدی کے چلتے پھرتے نمونے (MODEL) پیدا کیجئے ۔ گھروں میں مدرسوں میں اور معاشرہ میں اعلان کیجئے کہ :-

امیروں کی ضرورت ہے نہ سلطان کی ضرورت ہے
زمانہ کو فقط مردِ مسلمان کی ضرورت ہے

ہم نے دُکھے ہوئے دل سے کام کی باتیں کی ہیں اور امید کرتے ہیں ۔ کہ زمانہ مرد مسلمان پیدا کرنے کی کوشش کرے گا ۔

بقیہ : درسِ قرآن

آتے ہیں ۔ اس گورنمنٹ نے جس نے پہلے یہ نعرہ لگایا تھا کہ یہاں پر سب کی حکومت ہوگی ۔ اب خالص ہندوانہ حکومت قائم کرلی ۔ (اللہ بھارت کے مسلمانوں کا محافظ و ناصر ہو ۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی مدد فرماتے ان بھارتی درندوں کے چنگل سے مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ آزاد کرے ۔) تو آپ نے دیکھا ہوگا ڈاک کے جتنے ٹکٹ آتے ہیں کسی ٹکٹ پر مسلمانوں کے کسی شمار کی تصویر نہیں کہ جس سے پتہ چلے کہ بھارت میں مسلمان بھی رہتے ہیں ۔ بلکہ اکثر ٹکٹوں پر ان کے بتوں کی تصویریں ہیں ۔ ہر بت کے تقریباً پانچ چھ منہ بنا لیتے ہیں ۔ آٹھ دس ہاتھ ہوتے ہیں ۔ تو یہ وہی تخیل ہے (نعوذ باللہ من ذالک) کہ اللہ تعالےٰ کو دو رُخ وئے ۔ ایک رخ ہے نور کا، ایک رُخ ہے ظلمات کا ۔ تو قرآن مجید نے تردید فرمائی اس عقیدے کی ۔ کہ نہیں خالق سمٰوٰت بھی اللہ تعالیٰ خالق ارض بھی اللہ تعالےٰ ۔ نور بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے بنتا ہے، ظلمات بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے بنتا ہے ۔ یہ خالق نور کوئی اور ذات نہیں، اور خالق ظلمات کوئی اور ذات نہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا اپنا منشاء ہے ۔ جس طرح چاہے جس چیز کو پیدا کرے ۔ جس چیز کی ایجاد کرے ۔ یہاں پر علمی نکات ہیں لیکن وہ اس درس کے مناسب نہیں ۔ وہ علماء کے کام کی باتیں ہیں ۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں خَلَقَ اور جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں جَعَلَ کا استعمال ہے اور خَلَقَ اور جَعَلَ میں کیا فرق ہے؟ اگر زندگی رہی تو پھر میں اس پر بھی عرض کردوں گا ۔ (باقی باقی)

گذشتہ سے پیوستہ

اس تمہید کے بعد میں ترجمہ کرتا ہوں ــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ۔ سب تعریفیں حق ہیں اس اللہ کا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ جس نے بنائے آسمان اور جس نے بنائی زمین وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ جس نے بنائے اندھیرے اور جس نے بنایا اُجالا۔ یعنی آسمانوں کا خالق اللہ تعالےٰ، زمین کا خالق اللہ تعالےٰ۔ اندھیرے اور روشنی اس کے حکم سے، تو پھر معبود بھی وہی ہوا اور خالق بھی وہی ہوا اور محمود بھی وہی ہوا۔ یہ کوئی قید نہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ یعنی کوئی ایسا اللہ بھی ہے جس نے زمین و آسمان تو نہیں بنائے کچھ اور بنایا ہو۔ نہیں! نہیں! ــــ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ خالق بھی اللہ تعالیٰ آمر بھی اللہ تعالےٰ۔ اس کو یا اس صفت کو میرے بزرگو! صفت مُوضحہ کہتے ہیں علمائے بیان اور معانی والے علماء اسلام نے کئی علوم بنائے قرآن سمجھنے کے لئے۔

قرآن کا سمجھنا ویسے تذکیر کے طور پر تو آسان ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ۔ نصیحت کے طور پر قرآن کا سمجھنا آسان ہے لیکن قرآنی معارف اور قرآنی نکات اور قرآن مجید کے جو مسائل ہیں ان کا سمجھنا علوم پر موقوف ہے تو علماء بیان نے فرمایا کہ صفات کبھی کبھی مُوضحہ بھی ہوتی ہیں۔ واضح کرنے والی۔ جیسے کہتے ہیں اَلْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ۔ وہ جسم جو لمبا بھی ہے، وہ جسم جو چوڑا بھی ہے وہ جسم جو گہرا بھی ہے۔ حالانکہ جسم کہتے ہی اس ذات کو ہیں جس کا طول، عرض اور عمق ہو۔ جس چیز کا نہ طول ہو، نہ عرض ہو، نہ عمق ہو اس چیز کو جسم نہیں کہتے۔ جسم وہ چیز ہے جس کا طول بھی ہو، ہم ناپ سکیں کہ اتنا لمبا ہے، اتنا چوڑا ہے، اتنا گہرا ہے۔ اگر یہ اَلطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ نہ بھی کہا جاتا تب بھی اَلْجِسْمُ سے یہی بات متبادر تھی۔ اس کو کہتے ہیں صفت مُوضحہ۔ تو اگر اللہ تعالےٰ یوں نہ فرماتے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ تب بھی اللہ تعالےٰ خالق ہی تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ یہ اَللّٰه اسم ذات ہے تمام صفات کا سرچشمہ اور مجمع ہے ــ اگر خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نہ بھی فرماتے تب بھی مسلمان کا یقین اور ایمان تھا کہ آسمانوں کا خالق اللہ تعالےٰ، زمین کا خالق اللہ تعالےٰ، ظلمت کا خالق اللہ تعالےٰ، نور کا خالق اللہ تعالےٰ۔ اس وقت شرک کے جو جو گوشے تھے، سب گوشوں کی قرآن نے نقاب کشائی کی ہے وہاں پر یہ بھی تھا، مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ میں، حجاز سارے میں (حجاز پہلا مخاطب ہے قرآن مجید کا، ورنہ دنیا ساری میں جو کچھ تعلیمات چلتی ہیں اس وقت، یہ سب قرآن مجید کے اثرات ہیں۔ پہلا مخاطب حجاز ہے۔ تو حجاز میں میرے بزرگو! عرب میں شرک بہت زیادہ تھا ــــ بت پرست بہت زیادہ تھے، بتوں کو پوجتے تھے۔ پتھروں کے بت بنا کر پوجتے تھے۔ لکڑی کے بت بنا کر پوجتے تھے۔ کانچ اور شیشے کے بت بنا کر پوجتے تھے بلکہ بعض تاریخوں میں ہے کہ مٹھائی کے بت بنا کر پوجتے تھے، حلوے کا بُت بنا لیا۔ بھوک لگی تو کھا بھی لیتے تھے۔

تو شرک جب انسان کے بدن میں آجاتے (اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بچائے اس سے) تو پھر وہ سب کچھ کر گذرتا ہے تو اس لئے اس زمانے میں اور ادیان بھی موجود تھے۔ یہودیت تھی، نصرانیت تھی۔ لیکن یہودی اور نصرانی زیادہ تر مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں تھے اس لئے مدنی سورتوں میں یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کا لفظ زیادہ ملتا ہے ــ مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں شرک بہت زیادہ تھا اور کچھ حصہ مجوسیوں کا بھی تھا چونکہ ایران اور عرب کی حدیں آپس میں ملتی تھیں اور اس زمانے میں ایران کا تسلط تھا عرب پر۔ اس لئے وہاں پر دین مجوسیت بھی کچھ تھوڑا سا پھیلا ہوا تھا

مجوسی کہتے ہیں اس قوم کو جو آگ کو مسجود سمجھتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہے تمہید میں کہ انسان جب حقیقت کو چھوڑ دے، نور حق سے غافل ہو جائے تو پھر یہ شک اور وہم کی وادیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ مجوسی آگ کو معبود سمجھتے تھے۔ آج بھی دنیا میں مجوسی بڑے کافی موجود ہیں۔ ان کا بڑا زرتشت گذرا ہے۔ یہ آگ کو معبود سمجھتے ہیں۔ آگ کی عبادت کرتے ہیں آگ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، خود جلاتے ہیں اور خود سجدہ کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ آگ میں ساری قوتیں ہیں۔ آگ میں ساری طاقت ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس لئے فرمایا کہ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ آگ میں جو نور ہے اس کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ــ اس لئے فرمایا سورۃ الواقعہ میں۔ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ (سبحان اللہ) تم مجھے بتاؤ وہ آگ جس کو تم روشن کرتے ہو وہ آگ جسے تم جلاتے ہو، وہ لکڑیاں جنہیں تم سلگاتے ہو، اس کا پودا تم نے پیدا کیا؟ یا ہم نے پیدا کیا؟ آگ تم نے جلائی۔ تمہارے ہاتھوں کو کس نے پیدا کیا؟ تم نے ماچس بنا لی، تمہیں دماغ کس نے دیا؟ اگر اللہ تعالیٰ کسی تنکے کو پیدا نہ فرماویں تو دنیا کے سارے سائنس دان جمع ہو جائیں ایک تنکا نہیں بنا سکتے ــ ایک تنکا ــ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو چھوڑ دیں۔ اس سے نہ لیں اور خود یہ کوشش کریں کہ اپنی ہی پیدا کردہ چیز میں سے ایک تنکا بنا دیں۔ وہاں تو فرمایا کہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۚ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ فرمایا ساری کائنات اکٹھی ہو جائے، تمہارے معبود بھی اکٹھے ہو جائیں تو تم مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔ مکھیوں کو مارنے والو! مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، نہ مار سکتے ہو نہ پیدا کر سکتے ہو۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔ تو مجوسی موجود تھے، عربوں میں کچھ حصہ مجوسیوں کا بھی تھا۔ اور ان کے ہاں یہ عقیدہ ہے۔ اب بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ خالق دو ہیں۔ ایک خالق شر اور ایک خالق خیر۔ ایک کو کہتے ہیں یزدان، ایک کو کہتے ہیں اہرمن۔ نعوذ باللہ۔ خدا کے دو رُخ بنا دئے انہوں نے۔ جیسے آپ نے دیکھا ہوگا کبھی، بھارت سے جو خطوط

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ: اخلاص و اختصاص

اور دنیا کی تمام طاقتیں تمہارے لئے سرنگوں اور مطیع ہوں۔

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

آج بھی وہ صوت سرمدی موجود ہے۔ "الا ان اولیا اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" تم کو اب کس کا ڈر ہے؟ خدا کہہ رہا ہے، مگر اس کے لئے دو باتیں لازمی ہیں (۱) اخلاص (۲) اختصاص (امتیاز) یہ دو چیزیں اچھا سے اچھا بنانے کے لئے کافی ہیں، پوری دنیا کا کہنا غلط خدا اور اس کے رسول کا کہنا برحق!

آخر میں میں اساتذہ حضرات سے کہتا ہوں کہ آپ ان کی مدد کریں کیونکہ آپ کے پاس سینکڑوں ہیرے آگئے ہیں یہ ہیرے خدا کی نعمت اور دولت ہیں، اب آپ کہاں پتھر آزمانے جائیں گے؟ اپنی صلاحیت کہاں گنوائیں گے؟

میں نے ایک ایسے مدرسہ میں پڑھا ہے جہاں طلباء کو روٹی اور پانچ پیسے دیدئے جاتے تھے اور ان پانچ پیسوں سے بدمزہ سالن خرید کر استعمال کرتے لیکن اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنے کام اور کوشش میں محو رہتے تھے، اپنے عزم و منزل کا خیال رکھتے تھے۔ —— یہ سب اسی کی برکت ہے اگر تم یہاں کے نظام کی شکایات کرو تو تمہارے لئے کوئی جواز نہیں، میں صاف کہتا ہوں یہاں کے انتظامات ناکافی ہیں، آپ خود دیکھئے گرانی کا کیا عالم ہے، غذائی بحران ہے، ہزاروں روپیہ پانے والے بیکار ہیں، اگر تم کو آدھا پیٹ بھی ملے تو صبر و شکر کرو، فکر نہ کرو!

آخر میں پھر کہوں گا کہ اچھا بننے کی کوشش کرو اور عزم کرو، اپنی عزت حتیٰ کہ صحت کا بھی خیال نہ کرو تم کو یہاں پر سعید اور صابر اولاد بن کر رہنا پڑے گا پھر تمہارے لئے سارا عالم مسخر ہو جائے گا، ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا۔ —— یہ محبت مستلزم ہے تسخیر کی، جب تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں رہے گی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔

عزیزو! محنت کرلو، گھروں کو بھول جاؤ کھانے اور لباس کے معیار کو بھول جاؤ، پس اپنے مقصد اور منزل کو پیش نظر رکھو، اگر تم صاحب کمال بن جاؤ گے تو دنیا اور آخرت دونوں تمہاری ہو جائیں گی۔

خدا تم کو اس کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ سب اسی کی توفیق پر منحصر ہے

بہاولپور میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس

مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام ۲۷-۲۸ ذی قعدہ مطابق ۹، ۱۰ مارچ جمعرات جمعہ کو آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس بڑے تزک و احتشام سے ہوگی جس میں امیر مرکزیہ کا انتخاب بھی ہوگا۔

ملک کے مشاہیر مشائخ عظام وعلماء کرام اور شعراء شرکت فرما رہے ہیں۔ خاص کر حضرت مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین دین پور شریف، حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب، مرزا غلام نبی جانباز، سید امین گیلانی۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین شرکت کریں گے۔ (مولانا) غلام محمد مبلغ بہاولپور

بعدالت جناب ملک خضر حیات خاں صاحب پی سی ایس سول جج گوجرانوالہ۔ با اختیارات جج فیملی کورٹ گوجرانوالہ

دعویٰ تنسیخ نکاح

مقدمہ نمبر ۱۰ بابت سال ۱۹۶۷ء

مسماۃ زینب بی بی دختر زرا قوم کھرل سکنہ چک چوہدری تحصیل وضلع گوجرانوالہ (مدعیہ)

بنام

جان محمد (مدعا علیہ)

بنام جان محمد ولد فتح محمد قوم کھرل سکنہ چک چوہدری تحصیل و ضلع گوجرانوالہ حال موضع سیمی تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر (مدعا علیہ)

ہرگاہ مقدمہ عنوان بالا حسب منشاء مرعیہ دفعہ ۸ ضمن ۲ فیملی کورٹ ایکٹ ۱۹۶۴ء مدعا علیہ مذکور کو بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مسماۃ زینب بی بی مدعیہ نے ایک دعوےٰ بابت تنسیخ نکاح آپ کے خلاف مورخہ ۲/۴۶ کو عدالت ہذا میں دائر کیا ہے جس میں آئندہ تاریخ پیشی ۲/۴ مقرر ہوئی ہے لہٰذا آپ بعد وصولی نوٹس یا اشتہار اخبار ہذا اپنا جواب دعویٰ وغیرہ اندر پندرہ یوم عدالت ہذا میں داخل کریں۔ بصورت دیگر کارروائی آپ کی نسبت حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ فروری ۱۹۶۷ء بدستخط میرے اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔ (مہر عدالت)

میری نماز

از مولانا محمد ادریس صاحب انصاری

سوچ کر جواب دیجئے؟

(س) صبح کی نماز کیوں فرض ہوئی؟ (س) مغرب کی نماز مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ (س) نماز کے لئے عصر کا وقت کیوں مقرر ہوا؟ (س) نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا کیوں ضروری ہے؟ (س) نماز میں ہاتھ باندھ کر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ (س) نماز کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ (س) نماز کی ابتداء اللہ اکبر کے ساتھ کیوں کی گئی؟ (س) نماز میں الحمد کیوں پڑھی جاتی ہے؟ (س) سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم کیوں مقرر ہوا؟ (س) نماز کے شروع میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟ (س) ایک سجدے کے بعد بیٹھنے میں کیا حکمت ہے؟ (س) رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے میں کیا مصلحت ہے؟ (س) امام ظہر میں قرآن آہستہ اور مغرب، عشاء اور فجر میں بلند آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟ (س) نماز کے اختتام پر سلام کا لفظ کیوں مقرر ہوا؟

نماز کے متعلق یہ سوالات اور اس قسم کے دوسرے جوابات اگر سمجھ میں نہ آئیں تو آج ہی "میری نماز" منگا کر حل کر لیجئے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے کاغذ سفید، کتابت طباعت آفسٹ۔

محمود الحسن، نور محمد ناشران تاجران کتب ایم اے بی شاہ عالم لاہور

مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ کا التوا

مدرسہ خیر المدارس ملتان کا چھبیسواں سالانہ جلسہ جو ۱۰-۱۱-۱۲ مارچ ۱۹۶۷ء کو منعقد ہونا تھا وہ بعض ناگزیر حالات کے پیش نظر ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ نئی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ (عبدالغفور انور ناظم)

صفحۂ بچوں کا

قصۂ عزیر علیہ السلام

ابو الریاض محمد امین صاحب بہاولپوری

پیارے بچو۔ تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع میں ایک واقعہ آیا ہے۔ آج ہم آپ کو وہ واقعہ سناتے ہیں بخت نصر ایک بڑا ظالم بادشاہ گزرا ہے۔ اُس نے بیت المقدس جیسے متبرک شہر کو ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کے معزز لوگوں کو بے عزت کر کے قید کر لیا شہر کی عمارتیں تباہ و برباد کر دیں نیز تمام باغات وغیرہ اُجاڑ دئے۔ اور تمام شہر اور اُس کا اردگرد سنسان بنا دیا۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اُس ظالم نے اُن کو بھی قید کر لیا۔ جب آپ اُس کی قید سے رہا ہوئے اور بیت المقدس کے پاس سے گزرے تو اُس کو برباد دیکھ کر دل میں خیال لائے۔ کہ مولا کریم یہ عظمت والا شہر پھر بھی کبھی آباد ہوگا۔

اسی خیال میں وہ شہر کے باہر سستانے کو ٹھہر گئے اور اپنی سواری ایک درخت سے باندھ دی خداوند کریم نے فرشتے کو حکم دیا کہ اُن کی جان قبض کر لی جائے۔ یہ قبل دوپہر کا وقت تھا۔ اور آپ اس طرح سو سال سے زیادہ مدت تک وہیں پڑے رہے۔ آخرکار خداوند کریم نے اُن کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور پوچھا اے عزیرؑ یہاں آپ کتنا عرصہ پڑے رہے ہیں۔ آپ نے کہا دن یا دن کا کچھ حصہ یعنی چند گھنٹے۔ اس پر خداوند کریم نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ آپ یہاں سو سال سے زیادہ عرصہ تک پڑے رہے ہیں۔ فرمایا۔ اپنا کھانا پینا دیکھو۔ دیکھا تو وہ جُوں کا توں تازہ تھا۔ بڑے حیران ہوئے پھر مولا کریم نے فرمایا اپنے گدھے کی طرف دیکھو۔ اُس کی طرف نظر دوڑائی۔ تو بوسیدہ ہڈیوں کا ایک پنجر تھا۔ پھر اور بھی متعجب ہوئے خداوند تعالےٰ نے پھر فرمایا۔ کہ دیکھو ہم آپ کے سامنے آپ کے گدھے کو زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھنے لگا۔ اور آن واحد میں آپ کی سواری کا گدھا زندہ ہوگیا۔ فرمایا۔ یہ میری قدرت کے نشان ہیں۔ جیسے آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ گویا عین الیقین ہوگیا۔ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے شہر پر نظر ڈالی

تو وہ اپنی پوری عظمت کے ساتھ آباد تھا سب ویرانے آباد تھے اور شہر کو پرانی عظمت مل چکی تھی۔ اس سارے مشاہدے کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور فرمایا۔ واقعی مولا تو ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے جب چاہے جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ تیرے آگے کوئی مشکل مشکل نہیں (دراصل اس سو سال کے دوران میں دوسرے بادشاہ نے شہر کو آباد کر دیا تھا)

پیارے بچو یہ خدائی طاقت ہی تھی۔ جس نے کھانے کو گرم رکھا۔ گویا دنیا کی گرمی اور سردی کا اثر ہی نہ ہونے دیا گویا اُس کرّہ کو تھرموس بنا دیا۔ جس میں کھانا جُوں کا توں رہا۔ اور باقی کرۂ ارض میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔ جس کے اثر سے گوشت پوست تک مٹی ہوگئے اور ہڈیاں بوسیدہ ہو کر پڑی رہیں غور کا مقام ہے۔ کہ ایک ہی حصّہ زمین پر دو متضاد کیفیات کس طرح نمودار ہوئیں۔ پھر خود نبی کا سو سال تک سوئے رہنا یا مرنے کے بعد زندہ ہونا بظاہر کتنا عجیب ہے۔ لیکن خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یہی حال دل کا ہے۔ دل کی دنیا بھی آباد اور اُجڑتی رہتی ہے۔ خوشی اور غمی دکھ اور سکھ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اگر ہر کمال کے بعد زوال ہے۔ تو زوال کے بعد کمال بھی غیر یقینی نہیں بس اُس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اُجڑے دل پھر بسا دیتا ہے۔ کملائے چہرے پھر تازہ فرما دیتا ہے۔ اور اُداسی کے بعد پھر دوبارہ تازگی بخش دیتا ہے۔ یہ بھی اُس کی سنت ہے پس ہمیں اُس کی رحمت سے ہمیشہ پرامید رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"اور وہ شخص (عزیر علیہ السلام جو ایک بستی پر گزرا۔ اور وہ بستی اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ وہ شخص (حضرت عزیرؑ) بولے اللہ اس بستی کو بربادی کے بعد کس طرح آباد کریگا پس پھر اللہ نے اُس کو موت دے دی۔ اور وہ سو سال تک پڑے رہا۔ پھر اللہ نے اُسے دوبارہ زندہ کر دیا۔ اور پوچھا تو کتنی مدت یہاں رہا ہے۔ وہ بولا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ یہاں رہا ہوں۔ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس تک یہاں رہا ہے۔ پس اپنا کھانا پینا دیکھ وہ بالکل باسی نہیں ہوا۔ اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھ تاکہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشانی بنائیں۔ اور اُن ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم کس طرح اُن کو جوڑتے اور گوشت پوست پہناتے ہیں۔ پس جب یہ سب کچھ خوب ظاہر ہوگیا۔ تو بولا میں مانتا ہوں۔ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

سورہ بقر پارہ سوم آیت نمبر ۲۵۹

ننھّا مجاہد

★ غلام محی الدین نظر

ننھّا منّا ایک مجاہد
کہتے ہیں سب جس کو زاہد
امی جان سے اک دن بولا
بھید اپنے دل کا یوں کھولا
امی جنگ میں جاؤں گا میں
باطل سے ٹکراؤں گا میں
دشمن کو برباد کروں گا
یوں اپنا دل شاد کروں گا
امی اک بندوق منگا دو
امی میری شان بڑھا دو!
امی بولی پیارے بیٹے
اچھے ہیں جذبات تمہارے
لیکن تم ہو بھولے بھالے
ننھے منے پیارے پیارے
مشکل ہے تلوار چلانا
ہو کے جواں تم جنگ پہ جانا
محنت صبح و شام کرو تم
اچھے اچھے کام کرو تم
جب تم اس قابل بن جاؤ
شوق سے اک بندوق منگاؤ
توپ، ٹینک، تلواریں لینا
خوش ہو کے پھر آگے بڑھنا
ہر دشمن کو مار بھگانا
اسلامی پرچم لہرانا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۷۶۷-۲-DD۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

حضرت ام المومنین صفیہؓ بنت الحی

حضرت مضطر گجراتی

پریشاں ہوگئی جب غزوۂ خیبر کی صف بندی
مسلماں آگئے غالب بہ توفیقِ خداوندی

اک اک قلعے پہ قبضہ ہوگیا جب حق شعاروں کا
تکبرّ مل گیا مٹی میں جب تلبیس کاروں کا

بمقدارِ گراں اموالِ حق کوشوں کے ہاتھ آئے
کئی قیدی بھی ازراہِ غنیمت جن کے ساتھ آئے

قریظہ کی رئیسۂ خاص عزت جس کو حاصل تھی
خدا کی شان، ان جنگی گرفتاروں میں شامل تھی

رسول اللہؐ نے چاہا کہ اس خاتون قیدی کو
کنیزی میں عطا کردیں کسی غازی صحابی کو

صحابہؓ نے کہا یہ دخترِ سردارِ خیبر ہے
حضورؐ اس سے اگر خود عقد فرمائیں تو بہتر ہے

یہی صورت ہے قائم جس میں رہتا ہے وقار اس کا
اثر اس کے قبیلے پر پڑے گا خوشگوار اس کا

رسول اللہؐ نے اس پر اُسے آزاد فرمایا
پھر اُس نے آپؐ کی ہمراز بننے کا شرف پایا

یہ اُم المومنین یعنی حرم سرکارِ بطحاؐ کی
نشانی خاندانِ حضرت ہارونؑ و موسیٰؑ کی

غیور و باحمیت، کم سخن، خود دار، فہمیدہ
حلیمہ، صابرہ، دانا، سخی، فیاض، سنجیدہ

وہ جس نے دل کو حُبِّ ماسوا سے کردیا خالی
رسولِ دوجہاں نے جس پہ رحمت کی عبا ڈالی

جسے توقیر و عظمت کی سند بخشی ہے قرآں نے
سمجھ کر فرض عزت کی ہے جسکی اہلِ ایماں نے

وہ اہلِ بیتؓ جس پر ناز فرماتی ہے معصومی
وہ جسکی شان میں کسرِ ادب جنت سے محرومی

محبت والہانہ تھی رسولِ پاکؐ سے جس کو
سلام آتے تھے اکثر ہدیتہً افلاک سے جس کو

سلام اس پر درِ جنت کھلا ہے جسکی تربت میں
رہے گی جو ابد تک سایۂ دامانِ رحمت میں

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔